ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

17

www.tanzeem.org

23 تا 29 اپریل 2013ء/12 تا 18 جمادی الثانی 1434ھ

اس شمارے میں

عدل اور صرف عدل

توحید و آخرت کی صداقت پر دلائل

اور یقین فتح یاب!

آئین کی دفعات 63,62 اور سیکولر عناصر کا موقف

سالارِ صدق و وفا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

دعوتِ حق کی اہمیت

دینی جماعتیں اور جمہوریت کی چوسنی

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

دو راستے

آپ ایک دوکان کھولتے ہیں۔ کتاب و سنت کی طرف سے آپ کو کچھ ہدایتیں دی جاتی ہیں۔ ان کا مطالبہ ہوتا ہے کہ کاروبار میں ان کی پیروی کی جائے۔ مثلاً یہ کہ لین دین میں جھوٹ نہ بولو، دھوکا نہ دو، رشوت کے پاس نہ جاؤ، سود لینے اور دینے سے دور رہو، بھاؤ بڑھانے کے لئے ضروریات زندگی کو بازار سے غائب کر کے ان کا ذخیرہ نہ کرو، وغیر ذالك۔ لیکن چند ہی روز کا تجربہ آپ سے کہتا ہے کہ جھوٹ اور فریب کے بغیر کاروبار چل ہی نہیں سکتا۔ رشوت نہ دو گے تو کوٹا نہ ملے گا۔ حساب کتاب کے رجسٹروں میں جعل سازی نہ کرو گے تو سارا منافع سیل ٹیکس کی بھینٹ چڑھ جائے گا۔ سود سے بچو گے تو مال اٹھانے کے لئے بینک قرض نہ دے گا۔ اب آپ کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں: یا تو وقت کی اس ''معاشی مجبوری'' پر کتاب و سنت کی ہدایتوں کو بے تکلف قربان کر دیں، مگر یہ راستہ ایمان کا راستہ نہ ہوگا۔ یا پھر ٹوٹے پھوٹے کاروبار پر اکتفا کیجئے، اور ان معاشی ترقیوں کا دروازہ از خود اپنے اوپر بند کر لیجئے، جن کو حاصل کرنے کے لئے ان شرعی حدود کو پھاندتے رہنا ضروری ہے، اور یہی ایمان کا راستہ ہوگا۔ دوکان پر بیٹھ کر اگر آپ اس قناعت پسندی اور دینی عزیمت سے کام لے سکے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے اپنے مقام کو بھی پہچانا اور ان معاشی ''رکاوٹوں'' کو بھی پہچانا۔ یعنی آپ نے ان رکاوٹوں کو رکاوٹ نہیں سمجھا، بلکہ انہیں اپنے عہد بندگی اور دعوائے ایمانی کی ناگزیر آزمائش سمجھا۔

اساسِ دین کی تعمیر

صدرالدین اصلاحی

سورۃ الرعد

(آیات: 15، 16)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۞ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۞

آیت 15 ﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ⑮﴾ ''اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے' آمادگی کے ساتھ بھی اور مجبوراً بھی' اور اُن کے سائے بھی صبح و شام (اُسی کو سجدہ کرتے ہیں)۔''

صبح کے وقت جب سورج نکلتا ہے اور سائے زمین پر لمبے ہو کر پڑے ہوتے ہیں وہ اس حالت میں اللہ کو سجدہ کر رہے ہوتے ہیں اور اسی طرح شام کو غروبِ آفتاب کے وقت بھی یہ سائے حالت سجدہ میں ہوتے ہیں۔

آیت 16 ﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ﴾ ''(ان سے) پوچھئے کون ہے آسمانوں اور زمین کا مالک؟ کہیے اللہ ہی ہے!''

﴿قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ﴾ ''کہیے کیا تم نے اُس کو چھوڑ کر ایسے حمایتی بنا لیے ہیں جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟''

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ﴾ ''(ان سے) پوچھئے کیا برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا؟ یا کیا برابر ہیں اندھیرے اور روشنی؟''

﴿اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ﴾ ''کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک ٹھہرا لیے ہیں جنہوں نے تخلیق کی ہے اُس کی تخلیق کی طرح' تو یہ تخلیق اُن پر مشتبہ ہو گئی ہے؟''

یعنی ان مشرکین کا معاملہ تو یوں لگتا ہے جیسے اُن کے معبودوں نے بھی کچھ مخلوق پیدا کر رکھی ہے اور کچھ مخلوق اللہ کی ہے۔ اب وہ بے چارے اس شش و پنج میں پڑے ہوئے ہیں کہ کون سی مخلوق کو اللہ سے منسوب کریں اور کس کس کو اپنے ان معبودوں کی مخلوق مانیں! جب ایسا نہیں ہے اور وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اس کا خالق اور مالک اللہ ہے تو پھر اللہ کو اکیلا اور واحد معبود ماننے میں وہ کیوں شکوک و شبہات کا شکار ہو رہے ہیں؟

﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ⑯﴾ ''کہہ دیجیے کہ اللہ ہی خالق ہے ہر شے کا' اور وہ ہے یکتا' سب پر حاوی۔''

فرمان نبویؐ
پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

حاکم کا رعایا کے لیے دروازے بند کرنے کا انجام

قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ لِمُعَاوِيَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَقُولُ مَا مِنْ إِمَامٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُونَ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ إِلَّا أَغْلَقَ اللّٰهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُونَ خَلَّتِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ)) فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت عمر بن مرہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''اگر کوئی حاکم اپنی رعایا کے حاجت مندوں، محتاجوں اور مسکینوں کے لیے اپنے دروازے بند کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجات، ضروریات اور فقر کو دور کرنے سے پہلے آسمانوں کے دروازے بند کر دیتا ہے''۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُسی وقت ایک شخص کو لوگوں کی ضروریات معلوم کرنے کے لیے مقرر کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

عدل اور صرف عدل!

گزشتہ صدی میں ایک عیسائی مصنف کی کتاب ''The Hundred'' میں ایک سو ایسے افراد کی فہرست مرتب کی گئی، جن کی کرشماتی شخصیت نے انسانی معاشروں کا رخ تبدیل کر کے رکھ دیا۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود مصنف نے نبی اکرم ﷺ کو اُن سب میں سرفہرست رکھا۔ یعنی آپؐ پر ایمان نہ لانے والے شخص کی طرف سے بھی آپؐ کو معاشرے کا رخ تبدیل کر دینے والی کرشماتی شخصیتوں میں اول پوزیشن دی گئی۔ آپؐ کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ آپؐ روحانی اور دینوی دونوں سطحوں پر دنیا کے کامیاب ترین انسان تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ انسانی زندگی کے جتنے بھی شعبہ جات ہیں اُن میں ہر ہر حوالہ سے آپؐ بے مثل ہیں۔ آپؐ کا امتناع نظیر ہونا بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اگرچہ یہ فیصلہ کرنا ہمارے لئے انتہائی مشکل ہے کہ آپ کی کون سی صفت کس دوسری صفت سے بڑھ کر ہے۔ انسانوں سے شفقت و محبت کا معاملہ ہو، خوش خلقی 'ایفائے عہد' اعتدال و توازن' یا دیانت داری کا معاملہ ہو، آپؐ ہی ہر پہلو سے سبقت لے جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صادق اور امین جیسے القاب سے تو آپؐ کو اعلان نبوت سے پہلے ہی پکارا جاتا تھا۔ لیکن آپؐ کی شخصیت اور طرز عمل میں جس قدر عدل و قسط نمایاں ہو کر نظر آتا ہے، اس پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپؐ کے اوصاف کی کوئی فہرست بنانے کی کوشش کی جائے، تو اُن میں صفت عدل سب سے نمایاں اور سرفہرست دکھائی دے گی۔ آپؐ کا عادلانہ مزاج' رویہ اور طرز عمل مسلمانوں تک ہی محدود نہیں تھا۔ دشمنوں سے بھی معاملات کرتے ہوئے آپؐ نے کبھی عدل وانصاف کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ سیرت طیبہ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ مخزومی قبیلہ کی فاطمہ کو جب چوری کرنے پر ہاتھ کاٹے جانے کی سزا سنائی گئی تو حضرت زید بن حارثہؓ کے ذریعے جنہیں آپؐ نے بیٹے کی طرح پالا تھا، سفارش کروائی گئی اور آپؐ نے جن الفاظ کے ساتھ اس سفارش کو رد کیا تھا، وہ سنہرے حروف سے بھی لکھے جائیں تو اُن کی قدر و منزلت کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ سیرت اور حدیث کی کتابوں میں آتا ہے کہ اپنے پیارے اسامہ کی طرف سے فاطمہ کی سفارش پر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور فرمایا کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ جب شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ کی تعریف بیان کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا امابعد؟ تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے ضعیف چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اس عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی، تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ (بخاری)

افسوس صد افسوس کہ وہ دین جس کا کیچ ورڈ عدل تھا، اُس کی حامل امت مسلمہ آج عدل و قسط کے نفاذ کے حوالہ سے غیر مسلم اقوام سے بھی پیچھے رہ گئی ہے۔ اگرچہ غیر مسلم اقوام بھی عدل وانصاف کا حقدار صرف اپنی اپنی قوم کو سمجھتی ہیں، اُن کے عدل کا تصور بڑا محدود اور متعصبانہ ہے، اُنہیں جب غیر قوم یا دشمن سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ بدترین ظالم اور عدل سے تہی دامن نظر آتے ہیں، لیکن آج مسلمان تو خود ایک دوسرے سے ظلم روا رکھے ہوئے ہیں۔ عالم اسلام پر نگاہ ڈالئے، اکثر ممالک میں عوام پر جابر' غاصب اور ظالم حکمران مسلط ہیں۔ انہیں عوام کی فلاح و بہبود اور اُن کی ضروریات زندگی کی فکر نہیں بلکہ وہ اپنے ظاہری منبع اور سرچشمۂ اقتدار کو ہر صورت خوش اور مطمئن رکھنے کی فکر میں ہیں۔ کوئی حکمران اپنی فوج کو، اپنی خفیہ ایجنسیوں اور اعلیٰ منصب داروں کو اپنے اقتدار کے ستون اور پائے سمجھتا ہے اور کوئی بیرونی قوتوں کے سہارے حکومت کر رہا ہے۔ لہٰذا یا تو وہ مالیاتی لحاظ

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

23 تا 29 اپریل 2013ء — جلد 22
12 تا 18 جمادی الثانی 1434ھ — شمارہ 17

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سے اپنے عوام کا خون چوس کر اپنے اقتدار کے ستون مضبوط کر رہا ہے، یا دشمن کے نظریات اپنے عوام پر مسلط کر کے غیروں کو خوش رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان کے عوام پر بیک وقت دونوں ہتھکنڈے استعمال کیے جا رہے ہیں۔

ہم موجودہ نگران حکومت کو زیر بحث نہیں لاتے، ایک تو انہیں حکومت سنبھالے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے، دوسرا یہ کہ وہ بنیادی پالیساں تشکیل نہیں دے سکتے۔ اُن کا دائرہ کار صرف انتخابات کا انعقاد اور روزمرہ کے امور کو نمٹانا ہے۔ نئی صدی کے دو حکمرانوں سابق صدر پرویز مشرف کی فوجی حکومت اور پاکستان پیپلز پارٹی کی نام نہاد جمہوری حکومت کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اُنہوں نے اپنے ادوار میں کس طرح اپنے عوام پر مالیاتی اور نظریاتی ظلم ڈھائے۔ امت مسلمہ کے فرزند ہوتے ہوئے اور نبی اکرم ﷺ جیسی عادل اور شفیق ہستی کے امتی ہونے کے دعویدار ہونے کے باوجود وہ حکمرانی کے دوران عدل وقسط سے نہ صرف لاتعلق رہے، بلکہ اُسے پاؤں تلے روندتے رہے اور ظلم و جبر کو روا رکھا۔

پرویز مشرف امریکہ کو اپنی طاقت کا سرچشمہ اور اپنے اقتدار کا قوی سہارا سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے افغانستان میں اسلامی حکومت کے خاتمے کے لئے اور افغانیوں کو ظلم وستم اور وحشت و بربریت کا نشانہ بنانے کے لئے امریکہ کی پوری پوری مدد کی۔ پاکستان نے طالبان کی حکومت کو تسلیم کیا ہوا تھا۔ اُن کے سفیر ملا عبدالسلام ضعیف پاکستان میں موجود تھے۔ پرویز مشرف نے امریکیوں کو خوش کرنے کے لئے جو بدسلوکی اور ظلم وتشدد افغان سفیر پر کرایا، اُس کی کم از کم جدید دور میں کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ پھر یہ کہ امریکہ کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے پاکستانیوں پر غیر اسلامی اور ملحدانہ نظریات مسلط کرنے کی کوشش کی، خاص طور پر دینی مدارس کو ہدف بنایا۔ ان مدارس کو بند کروا دینا پرویز مشرف کے بس کی بات نہیں تھی، لیکن اُنہیں ہراساں اور پریشان کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت پرویز مشرف کی فوجی حکومت کا جمہوری version تھا۔ اس لئے کہ دونوں کا آقا امریکہ تھا، لہٰذا اس دور میں پرویز مشرف ہی کی پالیسوں کو جاری وساری رکھا گیا۔ دونوں انجام بد کی طرف بڑھ رہے ہیں، لیکن ظاہری طور پر حالات کے جبر سے اور حقیقی طور پر قضائے الٰہی سے (جسے تقدیر بھی کہا جاتا ہے) پرویز مشرف اپنے تمام دوست واحباب کے منع کرنے کے باوجود پاکستان آ گیا، جیسے روغن کی خوشبو پا کر چوہا پنجرے میں آتا ہے۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی جسے اُس کے دشمن فوجی جنرل مارشل لاؤں سے ختم نہ کر سکے، آصف علی زرداری کی چالاکیوں اور عیاریوں کی بدولت عوام کی نفرت کا نشانہ بن رہی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ آسمانی فیصلوں کے مطابق ہو رہا ہے۔ ہمارے حکمران اور بااختیار ادارے اب بھی عدل سے گریزاں ہیں۔ کیا ملکی آئین یا شریعت پرویز مشرف کو پھانسی دینے میں اور فوری طور پر پھانسی دینے میں رکاوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں، جس ملزم کے خلاف پوری قوم گواہ ہو، پورا میڈیا گواہ ہو، اور وہ اپنے جرائم کا بارہا اعتراف بھی کر چکا ہو، پھر یہ کہ وہ بعض مسلمانوں کو امریکہ کے ہاتھوں بیچ کر ڈالر کمانے کا اپنی کتاب میں تحریری اعتراف بھی کرتا ہے، پھر بھی ''لیکن'' اور ''مگر'' اور ''یوں'' اور ''یاں'' آخر کیوں جاری ہے؟

جس ملک میں عدل کے حوالے سے چھوٹے اور بڑے کا یہ فرق کیا جائے کہ عدالت کے گرفتاری کے احکامات کے بعد بھی پولیس مجرم کو سلیوٹ کرتی ہے اور سرکاری اہلکار اسے گھر پہنچا دیتے ہیں اور انتظامیہ کھسیانی بلی بن کر اس کے گھر کو سب جیل قرار دے دیتی ہے، جہاں شراب اور کباب بھی ہیں اور تفریح کے دوسرے تمام مواقع بھی موجود ہیں، وہ شخص جسے چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہیے تھا، اس کے لیے سوئمنگ پول بھی ہے، تو یہ کیسی جیل ہے؟ کیا دَم گھٹنے والی کال کوٹھڑیاں صرف غریب مجرموں کے لیے ہیں؟ یہ کیسا عدل ہے؟ یہ کیسا نظام ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ قوم اس امتیازی سلوک والے باطل نظام کو تلپٹ نہیں کرتی تو پھر خود اپنے لیے گڑھا کھودے گی۔ اس قوم کو عدل اور صرف عدل کی ضرورت ہے۔ یورپ اور امریکہ کا تعصب بھرا عدل نہیں، بلکہ حقیقی عدل، انسانی سطح پر عدل ہر ایک سے عدل۔ سوچئے خدارا سوچئے کہ اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے سوا کہیں اور عدلِ حقیقی اور غیر متعصب عدل مل سکے گا۔ نہیں ہرگز نہیں!

پریس ریلیز 19 اپریل 2013ء — **حافظ عاکف سعید**

فرعون وقت غدار ملت پرویز مشرف سزائے موت کا حقدار ہے

عوام میڈیا بلکہ ساری دنیا اُس کے جرائم کی گواہ ہے

اُس کو قرار واقعی سزا دینے میں حیل وحجت ناقابل فہم ہے

جنرل پرویز مشرف وقت کا فرعون اور ملک وملت کا غدار تھا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبۂ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ پرویز مشرف نے دومرتبہ آئین توڑا، لہٰذا آئین کی شق 6 کے تحت وہ سزائے موت کا حقدار ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پرویز مشرف کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ اُس نے لال مسجد میں قرآن پڑھتی بچیوں اور بہت سے معصوم لوگوں کا قتل عام کیا۔ روشن خیالی کے نام پر شریعت محمدیہؐ کا تمسخر اڑایا اور فحاشی اور بے حیائی کو عام کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ پرویز مشرف نے افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے میں امریکہ کی پوری پوری مدد کی اور افغانیوں کے قتل عام جیسے جرم عظیم کا ارتکاب کیا۔ عبدالسلام ضعیف جو پاکستان میں افغانستان کے سفیر تھے، اُن پر تشدد کرایا اور بہت سے مجاہدین کو امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر کے ڈالر کمائے۔ بے شرمی اور ڈھٹائی کا عالم یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب میں اِن سب جرائم کا اعتراف کرتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پرویز مشرف کے اِن جرائم کے گواہ عوام میڈیا بلکہ ساری دنیا ہے، لیکن ہمارے ادارے اُسے قرار واقعی سزا دینے میں حیل وحجت سے کام لے رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ گرفتاری کے احکامات کے بعد اُس کا جیل سے فرار ہو جانا ناقابل فہم ہے۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ اُسے عام جیل میں قیدیوں کی طرح رکھا جائے، اُس کے ایکڑوں پر پھیلے ہوئے گھر کو سب جیل قرار دینا صریحاً جانبداری کا مظاہرہ اور عدل کے خلاف ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

اسلام کے دو بنیادی عقائد:

توحید اور آخرت کی صداقت پر دلائل

سورۃ الواقعہ کی آیات 57 تا 74 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 12 اپریل 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(سورۃ الواقعہ کی آیات 57 تا 74 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد)

حضرات! سورۃ الواقعہ ہمارے زیرِ مطالعہ ہے۔ اس کی 56 آیات ہم پڑھ چکے ہیں۔ اِن آیات میں پہلے اہل جنت کے دو درجات اور پھر اہل جہنم کے احوال کا ذکر ہے۔ قرآن حکیم کا یہ وہ مقام ہے جہاں پر مقربین کا ایک خاص درجہ بیان کیا گیا ہے۔ جنت اور جنت کی نعمتوں کا تفصیل سے ذکر سورۃ الرحمٰن میں بھی آیا ہے اور اس سورت میں بھی۔ اسی طرح یہاں اہل جہنم کے احوال کا بھی ذکر ہے۔ جنت اور جہنم کے تذکرہ میں جو اصل پیغام ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ قرآن حکیم دراصل جنت اور جہنم کا بار بار تذکرہ کر کے یہ پیغام دے رہا ہے کہ آخرت میں دو ہی مقامات ہیں: جنت اور جہنم۔ اس کے لیے حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ ((وانھا لجنۃ ابدا اولنار ابدا)) یعنی آخرت میں یا تو جنت ہے ہمیشہ ہمیشہ کی، یا پھر جہنم کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ یہ دو ہی مقامات ہیں، بیچ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ آدمی یا تو جنت کا مستحق ہوگا یا پھر جہنم میں جائے گا۔ لہٰذا ہم آخرت کے حوالے سے کوئی رسک نہیں لے سکتے۔ یہ تسلی نہیں دے سکتے کہ جنت میں نہ گئے تو اس سے کم تر درجے کی آسودگی کے کسی اور مقام پر چلے جائیں گے۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ اگر جنت حاصل نہ کر سکے تو ناکامی کی صورت میں خسرانِ عظیم اور نارِ جہنم کا سامنا کرنا ہوگا اور اس کے ہم ہرگز متحمل نہیں ہو سکتے۔ آیات 1 تا 56 کا مطالعہ ہم پچھلے جمعہ کر چکے ہیں۔ آج ہم آیات 57 تا 74 کا مطالعہ کریں گے، ان شاء اللہ۔

ان آیات میں جھنجوڑنے کا انداز ہے۔ مکی سورتوں کا ایک خاص اسلوب ہے کہ مختلف انداز سے انسان کو سوچنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اُسے دعوتِ فکر دی جاتی ہے کہ اپنے باطن میں جھانکو، زمین و آسمان اور مظاہرِ قدرت پر غور کرو، تمہیں قرآن کی دعوت دل کی آواز محسوس ہو گی۔ یہاں وہی انداز ہے۔ فرمایا:

﴿نَحۡنُ خَلَقۡنٰکُمۡ فَلَوۡلَا تُصَدِّقُوۡنَ (۵۷) اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ (۵۸)﴾

''ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا ہے، تو تم (دوبارہ اٹھنے کو) کیوں سچ نہیں سمجھتے؟''

دیکھو تو ہم ہی نے تمہیں اور کل کائنات کو پیدا کیا ہے۔ خالق تم نہیں، ہم ہیں۔ ہم نے جب پہلی بار تمہیں پیدا کیا تو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں۔ پھر تم آخرت کی تصدیق کیوں نہیں کرتے، ان حقائق کو تسلیم کیوں نہیں کرتے جو تمہیں بتائے جا رہے ہیں۔ بتانے والے کون ہیں؟ نبی کریم ﷺ کی الصادق اور الامین ہستی۔ تم خود انہیں صادق اور امین مانتے ہو۔ تم تو پستیوں میں پڑے ہو اور شرک اور کفر کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں غرق ہو، لیکن تمہارے مابین ایک روشن دمکتا ہوا خورشیدِ ہدایت بھی ہے، جس کو تم نے الصادق اور الامین مانا ہے۔ آپؐ سب سے زیادہ معتبر ہستی ہیں۔ پھر آپؐ جو دعوتِ حق پیش کرتے ہیں، جو تمہاری فطرت کے عین مطابق ہیں اُسے تسلیم کیوں نہیں کرتے؟ درانحالیکہ تمہارا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ حق ہے اور کہنے والا بھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ یہی مضمون سورۃ الطور میں بھی آیا ہے۔ فرمایا:

''کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں یا خود اپنے خالق ہیں۔ یا زمین و آسمان کو انہوں نے پیدا کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔'' (آیات:36,35)

تمہارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ حق پر ایمان لانے کو تیار نہیں۔ تم زبان سے یہ اقرار کرتے ہو کہ اللہ ہی تمہارا اور کائنات کا خالق ہے۔ لیکن اگر واقعی تمہیں اس بات کا یقین ہوتا تو نبی مکرم ﷺ کی طرف سے جن حقائق پر ایمان لانے کی دعوت دی جا رہی ہے، اُن کی تکذیب نہ کرتے، خدائے واحد کی بندگی کی دعوت کو لپک کر قبول کرتے اور آپؐ کی مخالفت ہرگز نہ کرتے۔ آگے پھر دعوتِ فکر دی جا رہی ہے کہ اپنی خلقت پر غور کرو۔

﴿ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَہٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ (۵۹)﴾

''دیکھو تو کہ جس (نطفے) کو تم (رحم میں) ڈالتے ہو، کیا تم اس (سے انسان) کو بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں۔''

تم یوں تو بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے، رسول کی تکذیب کرتے، حق کو سوچے سمجھے بغیر بے دریغ جھٹلاتے اور اللہ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہو۔ (آج کے دور میں اس قسم کی گستاخیوں کی انتہا یہ ہے کہ ملعون ٹیری جونز جیسا شیطانی ٹولہ قرآن جلاتا اور لوگوں کو ایسا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔) لیکن کیا کبھی تم نے غور نہیں کیا کہ تمہاری اصل حقیقت کیا ہے؟ تمہاری تخلیق گندے پانی کی ایک بوند سے ہوئی ہے، اور پانی کے اُس قطرہ کو جو تم ٹپکاتے ہو، جس سے پھر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے، کیا تم

اُس کو بناتے اور اس سے بچے کی صورت گری کرتے ہو، یا اللہ ہی اس کی صورت گری کرنے والا ہے۔ باپ اولاد کا خالق نہیں ہے۔ اُس کا رول محض اتنا ہے کہ جو ذکر کیا گیا ہے۔ اُس نے تو بس پانی کا ایک قطرہ ٹپکا دیا۔ اس کے بعد وہ قطرہ رحمِ مادر میں کن مراحل سے گزرا، کس طور سے اُس کی صورت گری ہوئی، باپ کو کچھ پتا نہیں ہے۔ نطفہ میں بچہ پیدا کرنے کی اور لازماً انسان ہی کا بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کس نے رکھی؟ نطفہ کو درجہ بدرجہ تخلیق و پرورش کے مراحل سے گزار کر ہر بچے کی الگ صورت گری کس نے کی؟ اُس میں مختلف ذہنی و جسمانی قوتوں کو ایک خاص تناسب سے کس نے رکھا؟ کہ وہ ایک خاص شخصیت کا انسان بن کر اُٹھے۔ کیا یہ ماں باپ کا کام ہے یا یہ سب کچھ ایک اللہ کی کاریگری ہے۔ بلاشبہ یہ سب کچھ خدائے واحد کی صفتِ تخلیق کا مظہر ہے کہ وہ ایک قطرے سے انسان بنا دیتا ہے۔ سائنس دانوں کو یہ بات آج معلوم ہوئی کہ انسان رحمِ مادر میں کن کن مختلف مراحل سے گزرتا ہے، مگر قرآن مجید نے چودہ سو سال پہلے انسان کی تخلیق کے مراحل کو صاف صاف بیان کر دیا تھا۔ تو ان چیزوں پر غور کرو، تمہیں خالق یاد آ جائے گا، جس کی شہادت تمہاری فطرت میں موجود ہے۔ آگے فرمایا:

﴿نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ ......﴾

"اور ہم نے تم میں مرنا ٹھہرا دیا ہے۔"

اس کا ترجمہ مختلف انداز میں کیا گیا ہے۔ ایک ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تمہارے درمیان معیّن وقت میں موت کو ٹھہرا رکھا ہے۔ ایک بچہ جو مختلف مراحل سے گزر کر پیدا ہوتا ہے اُس کا خالق بھی اللہ ہے اور اسی نے یہ طے کر دیا ہے کہ ایک وقت اُس پر موت بھی آنی ہے۔ یہ بھی اُسی کا فیصلہ ہے کون کب اور کہاں مرے گا۔ کون ماں کے پیٹ میں ختم ہو گا؟ کون بالکل شیرخوارگی میں مر جائے گا؟ کون کتنے دن زندہ رہے گا؟ اس کا فیصلہ اُسی نے کیا ہے۔ زندگی اور موت کا فیصلہ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اِس میں تمہارا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ ایک آدمی جو دنیا کے بڑے ہسپتالوں میں، بڑے بڑے سرجن ڈاکٹر کے زیرِ علاج ہو، موت اُسے بھی آتی ہے اور جب موت آتی ہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ تب بڑے بڑے ڈاکٹر بے بسی کی تصویر بنے ہوتے ہیں۔ وہ جو خود سب سے بڑے بڑے معالج ہیں، جن کی طرف علاج کے لئے ساری دنیا رجوع کرتی ہے، جب اُن کا وقتِ اجل آتا ہے تو وہ اپنی موت کو بھی نہیں ٹال سکتے، نہ کوئی اور ہی ان کی موت کو ٹال سکتا ہے۔ یہ فیصلہ اللہ کا ہے۔ تمہارے پاس اس ضمن میں کوئی اختیار نہیں۔ تو پھر کیوں تم اُس ذاتِ کامل کے اِلٰہ واحد ہونے اور آخرت کے برحق ہونے کا انکار کرتے ہو۔

﴿وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ (٦٠) عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ (٦١)﴾

"اور ہم اس (بات) سے عاجز نہیں کہ تمہاری طرح کے اور لوگ تمہاری جگہ لے آئیں اور تم کو ایسے جہان میں جس کو تم نہیں جانتے پیدا کر دیں۔"

اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ہم چاہیں تو تمہیں ختم کر دیں اور تمہاری جگہ کسی اور کو لے آئیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ہم اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ تمہیں اس عالم میں جس کو تم نہیں جانتے، تمہارے مانند ہیا ایک اور شکل میں اٹھا دیں۔ انبیاء عالمِ آخرت کی جو خبر دیتے رہے ہیں اُس عالم کے قوانین کچھ اور ہیں۔ اُس عالم کو دنیا پر قیاس نہ کرو۔ مثلاً وہاں موت نہیں آئے گی۔ اہلِ جہنم پکاریں گے کاش موت آ جائے لیکن ایسا نہیں ہو گا۔ بعض روایات کے مطابق انسان جس حال میں مرتا ہے، اسی حال میں پیدا ہو گا۔ بعد میں اہلِ جنت کو بالکل نوجوان بنا دیا جائے گا، تاہم وہاں کے قوانین اور ہیں اور یہاں کے قوانین اور ہیں۔ یہاں کے قوانین بھی اللہ نے بنائے ہیں اور وہاں کے قوانین بھی اُسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ (٦٢)﴾

"اور تم نے پہلی پیدائش تو جان ہی لی ہے۔ پھر تم سوچتے کیوں نہیں۔"

دیکھو، تم دنیا کو، یہاں پیدا ہونے کو خوب جانتے ہو، اس کا بڑا حساب بھی رکھتے ہو، تاریخ پیدائش یاد رکھتے ہو، بلکہ برتھ ڈے بھی بناتے ہو مگر اس حقیقت سے کیوں غافل ہو کہ ایک مرتبہ پھر اُٹھائے جاؤ گے۔ اس کی خبر بھی تو وہ اللہ دے رہا ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے؟

﴿أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ (٦٣) أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ (٦٤)﴾

"بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ تم بوتے ہو، کیا تم اسے اُگاتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں۔"

یعنی جس طرح تم خود اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہو، اُسی کے پیدا کرنے سے وجود میں آئے ہو، اسی طرح جس رزق پر تم پلتے ہو، وہ بھی تمہارے لیے اللہ ہی پیدا کرتا ہے۔ تم تو بس کھیتی میں بیج ڈال دیتے ہو۔ اِس کے بعد سارے مراحل کو اللہ ہی طے کرتا ہے۔ اُسی کے بنائے گئے نظام کے تحت بیج سے پودا نکلتا اور اناج اور پھل لاتا ہے۔ کھیتی، اُس کے اندر روئیدگی کی صلاحیت، بیج کی نشوونما کی صلاحیت، بیج کے بارآور ہونے کے لیے زمین کے اوپر سازگار ہوا، پانی، حرارت اور موسمی کیفیت، یہ کام کس کا ہے، یہ پورا نظام کس کا ہے؟ یہ سب اللہ کا پیدا کردہ نظام ہے۔ یہ سب اُسی کی قدرت اور ربوبیت کا کرشمہ ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی نظم "الارض للہ" میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا ہے۔

آگے فرمایا:

﴿لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ (٦٥) إِنَّا لَمُغْرَمُونَ (٦٦) بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ (٦٧)﴾

"اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ، (کہ ہائے) ہم تو مفت تاوان میں پھنس گئے بلکہ ہم ہیں ہی بے نصیب۔"

بیج جو اناج لاتا ہے یہ بھی ہمارا ہی انتظام ہے اور فصل جب تیار ہو جاتی ہے، اُس کے بعد بھی ہماری مرضی ہے کہ تمہیں اُس فصل سے فائدہ اُٹھانے کو موقع دیں یا نہ دیں۔ ہم چاہیں تو تمہیں اس تیار فصل سے محروم کر دیں۔ جس وقت فصل کاٹنے کا موسم آتا ہے، اگر اُس وقت ژالہ باری ہو جائے یا زیادہ بارشیں ہو جائیں تو ساری فصل تباہ ہو جائے اور تم پھر باتیں ہی باتیں بناتے رہ جاؤ۔ کل اختیار میرے ہاتھ میں ہے۔ تیار فصل اگر تباہ ہو جائے تو پھر تم یہی کہو گے کہ ہائے ہم تو مارے گئے، تاوان کے بوجھ تلے آ گئے۔ یہ بات 29 ویں پارے میں باغ والوں کے قصہ میں قدرے تفصیل سے آئی ہے۔ فرمایا: "ہم نے اِن (اہل مکہ) کو اُسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے، اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے، (کچھ بھی نہ چھوڑیں گے)۔ رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی، اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کٹی ہوئی فصل ہو۔ صبح ان لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا، کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو۔ چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے۔ وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کیے ہوئے صبح

سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ (پھل توڑنے پر) قادر ہیں۔ (بڑے عزم اور حوصلے سے نکلے) مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے ہیں، نہیں بلکہ ہم محروم رہ گئے۔ اُن میں جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ وہ پکار اُٹھے پاک ہے ہمارا رب، واقعی ہم گناہ گار تھے۔ پھر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا۔ آخر کو انہوں نے کہا افسوس ہمارے حال پر، بے شک ہم سرکش ہو گئے تھے۔ بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں بدلے میں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے، ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔" بہرکیف اس دنیا میں اس طرح کا معاملہ بھی ہوسکتا ہے کہ ساری فصل برباد ہو جائے اور کسان حسرت و یاس کی تصویر بن کر رہ جائے۔

﴿اَفَرَءَیۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِیۡ تَشۡرَبُوۡنَ (٦٨) ءَاَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ (٦٩) لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡكُرُوۡنَ (٧٠)﴾

"بھلا دیکھو تو کہ جو پانی تم پیتے ہو، کیا تم نے اس کو بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نازل کرتے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو ہم اسے کھاری کر دیں۔ پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے۔"

غذا کے ساتھ ساتھ پانی بھی اللہ تعالیٰ ہی نے فراہم کیا ہے۔ اللہ نے ہوا اور پانی عام کر رکھے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کہیں پانی کا حصول آسان ہے اور کہیں مشکل ہے۔ لیکن یہ کہ اِس کے اوپر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اللہ نے اِسے سب کے استعمال کے لیے عام بنایا ہے۔ پانی بارش کے ذریعے سرکولیٹ ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے۔ یہ نظام اُسی کے اختیار میں ہے۔ اِس کے ذریعے وہ اپنی مخلوقات کو وافر پانی فراہم کر رہا ہے۔ پانی کی بندش یا کمی اللہ کی طرف سے سزا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اگر تم زکوٰۃ دینا چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ بارش بند کر دے گا۔ مسلمان اگر زکوٰۃ دینا چھوڑ دیں تو یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی پاداش میں بارشیں بند ہو جائیں۔ لیکن یہ چوپائے اور مویشی ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ بارشوں کو جاری رکھتا ہے۔

یہ بھی اللہ کا کرم ہے کہ اُس نے پانی کو میٹھا بنایا۔ سمندر کا پانی کھارا ہے، اُسے آپ پی نہیں سکتے۔ لیکن اسی کھارے پانی کو اللہ تعالیٰ نے صاف شفاف میٹھے پانی کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ اسی پانی سے بخارات اوپر اُٹھتے ہیں جس سے بادل بنتے ہیں۔ یہی بادل جب برستے ہیں تو زمین میں ہر جگہ پانی پہنچ جاتا ہے۔ جس مخلوق کو اللہ نے خشکی اور ہوا میں پیدا کیا، اُس کی پرورش کے لئے میٹھا پانی درکار تھا، لہٰذا میٹھے پانی کی فراہمی کے لئے بارش کا انتظام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی میں یہ خاصیت رکھ دی کہ گرمی سے بھاپ بنتے وقت وہ کوئی ایسی چیز ساتھ لے کر نہ اُٹھے جو اُس کے اندر تحلیل ہو گئی ہو۔ چنانچہ جب سمندر کا پانی حرارت کے اثر سے بھاپ میں تبدیل ہو کر اوپر اُٹھتا ہے تو ساری آمیزشیں زمین ہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ اگر اس دوران میں اس میں سمندر کا نمک بھی شامل ہوتا تو اس کے نتیجے میں ہونے والی بارش کا پانی کھارا ہوتا۔ (باقی صفحہ 15 پر)

تنظیم اسلامی اور ملکی انتخابات

بانی تنظیم اسلامیؒ کی یہ سوچی سمجھی رائے تھی کہ پاکستان میں غلبۂ دینِ حق اور نفاذ شریعت کی منزل انتخابی سیاست کی راہ سے سر نہیں کی جاسکتی۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں جن کا تذکرہ ان کی تحریروں اور تقریروں میں وضاحت سے ملتا ہے، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ تاہم گزشتہ 65 سالہ ملکی تاریخ اور بالخصوص ایم ایم اے (متحدہ مجلس عمل) کے نام سے بننے والے اتحاد کا تجربہ ان کی دیرینہ رائے کی صداقت اور اصابت کے ناقابل تردید ثبوت ہیں— تاہم تنظیم اسلامی نہ تو اس راہ سے نفاذ شریعت کی جدوجہد کو ناجائز اور حرام قرار دیتی ہے اور نہ ہی ان دینی قائدین کی نیت پر کسی شک کا اظہار کرتی ہے جو اس راہ میں انفاقِ جان و مال کرتے ہیں— ووٹ ڈالنے کے حوالے سے تنظیم اسلامی کی پالیسی کا ذکر دستور تنظیم اسلامی کی دفعہ نمبر 11 میں ملتا ہے جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

دفعہ ۱۱: (دستور تنظیم اسلامی)

ا) تنظیم اسلامی نہ بحیثیت جماعت ملکی انتخابات میں حصہ لے گی، نہ ہی اپنے کسی رفیق/ رفیقہ کو اجازت دے گی کہ وہ کسی انتخاب میں خود بحیثیت امیدوار کھڑا/ کھڑی ہو یا کسی دوسرے امیدوار یا جماعت یا محاذ کے حق میں کنویسنگ کرے۔ اس معاملے میں خلاف ورزی اخراج عن التنظیم پر بھی منتج ہو سکے گی۔

ب) البتہ رفقاء/ رفیقات تنظیم اپنا حق رائے دہی، جو اصلاً قومی امانت ہے، ادا کرنے کے لئے کسی امیدوار کو ووٹ دے سکیں گے/ گی۔ بشرطیکہ وہ امیدوار:

(i) کم از کم ظاہری اعتبار سے فسق و فجور کا مرتکب نہ ہو۔ اور

(ii) کسی ایسی جماعت سے وابستہ نہ ہو جس کے منشور یا اس کی اعلیٰ قیادت کے اعلانیہ نظریات و تصورات میں کوئی بات خلاف شریعت موجود ہو۔ تاہم نظم کے اعتبار سے اس ضمن میں متعلقہ رفیق/ رفیقہ کی ذاتی رائے اور صوابدید ہی حتمی ہوگی۔

ج) اس دفعہ کا اطلاق مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے علاوہ بلدیاتی اداروں پر بھی ہوگا البتہ سماجی تنظیموں اور اداروں، یا پیشہ ورانہ اور محکمانہ یونینوں (Trade Unions) کے ضمن میں خاص حالات میں نرمی برتی جاسکتی ہے۔ تاہم ان کے انتخابات میں حصہ لینے کے لئے بھی تنظیم کی اجازت ضروری ہوگی۔

اور یقین فتح یاب!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

انتخابات پر قوم کی رہنمائی کے لیے جو بزرجمہر ٹیلی ویژن پر تشریف لا کر آئندہ قیادت کے اوصاف بیان کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، اُن میں ایک نمایاں مقام گویوں اداکاراؤں کو حاصل ہے! گرہمیں مکتب وہمیں ملا، کار طفلاں تمام خواہد شد۔ اگرچہ کام تو پہلے ہی تمام ہو چکا۔ لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کو یو ایس ایڈ اور ورلڈ بینک کا بگھار گزشتہ برسوں میں جو لگا، اس کے ہاتھوں خود سے بیگانہ، تہی از ذوق وشوق وسوز و درد نسلیں تیار ہوئی ہیں۔ روح بگاڑنے، تن سنوارنے، ظاہری ٹیپ ٹاپ والا علم جو سیکولرازم پروان چڑھانے کے لیے نسل در نسل گھونٹ گھونٹ اتارا، اب پھل دے رہا ہے۔ بقول اقبال کہ اب پیدا ہی مردہ ہوتے ہیں روحانی اعتبار سے (مردہ از ایند از بطونِ امہات)۔ مقالاتِ اقبال میں کہتے ہیں: ''مجھے رہ رہ کر یہ تکلیف دہ تجربہ ہوا ہے کہ مسلمان طالب علم جو اپنی قوم کے عمرانی، اخلاقی اور سیاسی تصورات سے نابلد ہے، روحانی طور پر بمنزلہ ایک بے جان لاش کے ہے اور اگر موجودہ صورت حال مزید بیس سال تک قائم رہی تو اسلامی روح ہماری جماعت کے جسم سے بالکل ہی نکل جائے گی اور وہ لوگ جنہوں نے تعلیم کا یہ اصل الاصول قائم کیا تھا کہ ہر مسلمان بچے کی تعلیم کا آغاز قرآن مجید کی تعلیم سے ہونا چاہیے (ثابت ہو جائے گا کہ) وہ ہمارے مقابلے میں ہماری قوم کی ماہیت ونوعیت سے زیادہ باخبر تھے''۔ بیس سال بعد کا جو اندیشہ حکیم الامت نے ظاہر کیا تھا وہ ڈیڑھ صدی بعد اقبال کے اندیشوں سے کہیں بڑھ کر درست ثابت ہوا ہے۔ لہٰذا اسی کا شاخسانہ ہے کہ ان نو زائیدہ رہنمایانِ ملک و ملت میں سے نجی مشہور و معروف یونیورسٹی کے سربراہ صاحب نے ایک نرالا نکتہ چھیڑا۔ فرمانے لگے کہ قائداعظم نے انگریزی میں جو تین اصول دیے تھے، ان میں سے ''Faith'' کا ترجمہ درست نہیں ہوا۔ یہ ایمان نہیں بلکہ 'یقین' ہے۔ (ایمان سے انہیں اسلام کی بو آتی ہے!) اور اس پر سابقہ اداکارہ، حال کالم نگارہ بی بی نے بھی تڑپ کر تائید کی کہ ہاں اسے 'مذہبی رنگ' دینا درست نہیں۔ نوجوان نسل (سامنے طالبات سے بھرا ہوا ہال موجود تھا) کو مزید رہنمائی موصوف نے یہ بھی دی کہ ووٹ دیتے ہوئے یہ بھی خیال رکھیں کہ امیدوار کا توہین رسالت قانون بارے مؤقف درست ہو! (اور آپ یقین کی روشنی میں مطلوبہ مؤقف سمجھ گئے ہوں گے!) المیہ یہ ہے کہ ہمارا عددی اعتبار سے نہایت قلیل لیکن میڈیائی اعتبار سے نہایت مؤثر اور فعال یہ سیکولر طبقہ قائد اور اقبال کے حوالے سے نہایت متذبذب ہے، نہ اگلے بن پڑتی ہے نہ نگلے۔ دونوں سے سیکولرازم ثابت کرنا کارے دارد ہے، سو پروفیسر صاحب نے یہ درفنطنی چھوڑی۔ (حالانکہ ایک ضخیم لغت میں ''Faith'' کا واحد ترجمہ 'ایمان' درج ہے۔) یوں بھی فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ محمد علی جناح انگریزی پر موصوف سے زیادہ عبور رکھتے تھے اور پاکستان بناتے ہوئے ان کے ہاں جذبہ ایمانی بھی وافر تھا۔ لہٰذا نت نئی بحثیں کھڑی کرنا لاحاصل ہے۔ یہ اسی زمرے کی کوشش ہے جیسی قائد کی سینکڑوں (اسلام کے حوالے سے) واضح تقاریر کی موجودگی میں یہ طبقہ صرف 11 اگست کی تقریر کو من پسند جامہ پہنا کر سامنے لا کھڑا کرتا ہے! اگر 'یقین' بھی ترجمہ کریں گے تو اقبال آ کھڑے ہوں گے یہ کہتے ہوئے: یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے! قطار اندر قطار اشعار بہت کچھ کہہ گزریں گے، لارڈ میکالے اور یو ایس ایڈ گزیدہ اس نسل سے!

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشک فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

اور یہ کہ

گماں آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

لیکن وہ یہ بھی کہیں گے کہ 'تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں'۔ اور تجویز ہوگا کہ: ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں! اس پس منظر میں ایک نظر پنجاب کے تعلیمی نصاب میں کی جانے والی قطع و برید پر بھی رہے۔ ورلڈ بینک کے زیر سایہ (2189 ارب ڈالر کے عوض تعلیمی پالیسی بیچی گئی) برطانوی ٹاسک فورس کے سربراہ مائیکل باربر تعلیمی پالیسی بنانے کے لیے بطور مشیر تعلیم پنجاب پر مسلط کیے گئے۔ انہوں نے باربرانہ (حجامانہ) خدمات کے تحت کتاب پر تصویر اقبال کی لیکن اندر شاعری ہندو شاعر کی ڈالی! سیرتِ رسول ﷺ نکال کر 'ڈینگی مچھر' پر مضمون لگا کر نمرودی مہر ثبت کر دی۔ (توہین کی بھی حد ہوتی ہے اور حکومت کے تجاہل عارفانہ بلکہ مجنونانہ کی بھی کوئی انتہا ہے؟) یہ تو صرف دیگ کے دو دانے ہیں۔ دوسرے مشیر کا نام ریمنڈ ہے۔ گویا ریمنڈ ڈیوس کی عملی دہشت گردیوں سے نکلے تو نظریاتی، فکری اور علمی دہشت گرد 'ریمنڈ' ہی کے نام سے آن وارد ہوا! بس جناب بہت ہو چکی۔ غلام گھڑنے کے اس نظام نے ہماری جھولی پرویز ہائے مشرفان سے بھر دی۔ تکنیکی اور تعلیمی معاونت اور اعلیٰ تعلیم کے نام پر جو اسفل تعلیم کے جنگل اگ رہے ہیں وہ روحانی سطح پر قتل عام ہے۔ جیسے ریمنڈ ڈیوس نوع کے امریکی ٹرینرز تربیت کے نام پر بوری بند لاشوں اور اغوا کاری، لاپتگی کی تربیت دیتے رہے، اب فکری سطح پر وہ تعلیم پر منکر زخود، مومن بہ غیر (مغربی آقاؤں پر ایمان۔ 'یقین' نہیں اور اپنی شناخت سے انکاری) پیدا کر رہے ہیں۔ بذریعہ تعلیم الحاد اور بے راہ روی، بے حیائی پیدا کر رہے ہیں۔ المیہ تو یہ ہے کہ یہ سب بانئ پاکستان کی نام لیوا مسلم لیگ کی ناک تلے ہوتا رہا! (اگرچہ اقبال نے خود ہی کہا تھا۔ اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو۔ سو انہوں نے تعمیل کی اور نکال دیا! سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں! کے مصداق) پاکستان پر زبردستی سیکولرازم مسلط کرنے کی دھن میں کارفرما میڈیا، دانشور اور نگران حضرات یہ مت بھولیں کہ پاکستانی عوام کے رگ و پے میں اسلام کی محبت اور وابستگی زندہ وموجود ہے۔ بنگلہ دیش کی طرح لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ وہاں اہل اسلام کو دبانے اور دینی تشخص مسخ کر کے سیکولرازم مسلط کرنے کی کوششوں پر

(باقی صفحہ 16 پر)

دستورِ پاکستان کی

دفعات 63,62 اور سیکولر عناصر کا مؤقف

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی:
جناب نذیر احمد غازی (سابق جج لاہور ہائی کورٹ)
جناب ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: آئین کی دفعات 63,62 کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آمر کی شامل کردہ ہیں۔ ہماری سابقہ حکومتوں نے کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر انھیں حذف نہیں کیا، حالانکہ اس میں کوئی آئینی رکاوٹ نہیں تھی؟

جسٹس نذیر احمد غازی: اصل میں ہمارے ہاں 63،62 کے حوالے سے لوگوں میں کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ ورنہ اِس حوالے سے یہ سوچ مزید پختہ ہونی چاہیے کہ عوامی نمائندوں کو صادق وامین ہونا چاہیے اور شریعت کے حوالے سے عیاش، زانی یا شرابی نہیں ہونا چاہیے۔ وہ غیر اخلاقی اور غیر شرعی باتوں سے اجتناب برتنے والے ہوں۔ مثلاً ہمارے ملک میں بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ قانون ناموس رسالت (295-C) کو ختم ہونا چاہیے۔ حالانکہ اِس قانون کا شکنجہ انہی لوگوں کے لئے ہے جن کے ذہن میں یہ خناس ہو کہ (معاذ اللہ) حضور اکرم ﷺ کی شانِ مبارک میں گستاخی کرنی ہے۔ عام لوگوں کو اس قانون سے کسی بھی قسم کا خوف یا ڈر نہیں ہونا چاہیے۔ اس قانون سے وہی لوگ چڑتے ہیں، جنھوں نے ایسی خباثتیں کرنی ہوتی ہیں۔ یہی معاملہ آئین کی دفعات 63,62 کا ہے۔ اِن شقوں پر جو لوگ آج کل بڑی تنقید کر رہے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ فلاں آدمی کو امانت دار اور صادق وامین ہونا چاہیے، وہ خود حکومت کے خلاف باتیں کرتے ہوئے تو یہ کہتے ہیں کہ حکومت نے بڑی کرپشن اور لوٹ مار کی ہے اور فلاں وزیر اعظم یا وزیر یا صدر بڑا ہی بددیانت اور حرام خور ہے، لیکن دوسری طرف یہی لوگ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ آئین میں نہ تو دیانت کی پابندی ہونی چاہیے اور نہ ہی سچ بولنے کی اور ایک جھوٹے اور بددیانت آدمی کو بھی یہ مکمل اختیار ہونا چاہیے کہ وہ الیکشن میں حصہ لے سکے۔ ایسے لوگوں کو امریکہ یا برطانیہ کی ایجنسی میں جا کر یہ کہنا چاہیے کہ جناب آپ ہمیں اپنے ملک ہی بلا لیں۔ ہم آپ کے ملک میں ہی اس لحاظ سے پورا اُترتے ہیں۔ یہ ملک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ یہ خطہ ہم نے ایک اسلامی لیبارٹری کے طور پر حاصل کیا ہے، تاکہ یہاں پر ہم اسلام کے اُصولوں اور قوانین کو آزما سکیں۔ بھٹو صاحب نے 1973ء کے آئین میں تمام جماعتوں کی متفقہ رائے سے یہ لکھا تھا کہ اسلام اس مملکت کا قانون ہوگا۔ اسی طرح آرٹیکل 31 میں یہ درج ہے کہ ریاست کا یہ فرض ہوگا کہ وہ لوگوں کو اس قابل بنائے کہ اپنی زندگیوں کو اسلامی اُصولوں کے مطابق ڈھال سکیں۔ اس وقت بھی قراردادِ مقاصد کے آرٹیکل 2-A کی یہ شق آئین میں شامل تھی لیکن اس کا حصہ نہیں تھی، اب اُسے آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد سے اب تک کئی حکومتیں آئیں اور چلی گئیں، لیکن آج تک کسی نے بھی اس معاملے پر اعتراض نہیں کیا۔ اب جو ایک دم سے اس پر اعتراض آنے شروع ہوئے ہیں تو اِس کا فوری سبب یہ ہے کہ ان شقوں کے اطلاق کی طرف پیش رفت ہو رہی تھی۔ ایک ریٹرننگ آفیسر نے ایک شخص کے خود اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے اس بیان کی بنیاد پر کہ وہ شرابی ہے (یا نظریۂ پاکستان کا مخالف ہے) اُس کے کاغذات نامزدگی مسترد کر دیے تھے۔ اس پر بجائے اس کے وہ شخص شرمندہ ہوتا اور توبہ کرتا، وہ اور اُس کے ہم نوا اس قانون ہی کے خلاف ہوگئے۔ آئین کے آرٹیکل 227 میں درج ہے کہ تمام قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے گا اور جو قانون قرآن وسنت سے منافی ہے اُسے شریعت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ اب وہ شخص جسے کلمہ ہی نہ آتا ہو، وہ پارلیمنٹ میں بیٹھ کر اسلام کے مطابق قانون سازی کیسے کرسکتا ہے۔ ضیاء الحق مرحوم سے پہلے بھی آئین میں آرٹیکل 2، 31 اور 227 موجود تھے لیکن اُس وقت کسی نے ان قواعد یا آرٹیکلز پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ اُن کے بعد بھی آج تک کبھی ان قوانین پر اعتراض نہیں ہوا جبکہ اس دوران میں آٹھ جمہوری حکومتیں آئیں۔ دراصل اِن لوگوں کو اس بات کا ڈر ہے کہ اگر یہ رات کو نشے کی دھت حالت میں پکڑے گئے تو پھر ان کا کیا بنے گا۔ لہٰذا اس قانون ہی کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ میڈیا نے بھی اس حوالے سے انتہائی گھٹیا کردار ادا کیا ہے۔ میڈیا پر بیٹھ کر یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ جس جج نے یہ کام شروع کیا ہے اُس کے خلاف پرچہ ہونا چاہیے۔ بدنصیبی یہ ہے کہ ہمارے ایک جج ساتھی نے بھی یہ کہا ہے کہ فلاں جج کے خلاف پرچہ تو نہ کیا جائے، البتہ اس کے سروس ریکارڈ میں یہ درج کر دیا جائے کہ اس جج نے اپنے دور میں یہ جرم کیا ہے۔ یہ انتہائی شرم کا مقام ہے۔

ایوب بیگ مرزا: دراصل ان لوگوں کے سامنے جب اپنا بھیانک چہرہ آئینہ میں آتا ہے تو انہیں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ان شقوں پر اس حوالے سے تنقید بڑی بے معنی ہے کہ انہیں ایک فوجی آمر جنرل ضیاء الحق نے بنایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ پھر پرویز مشرف کون تھا؟ کیا وہ بھی ایک فوجی ڈکٹیٹر نہیں تھا۔ پھر سیکولر عناصر نے اُس کی طرف سے اسمبلی میں عورتوں کی سیٹوں کے اضافے پر کبھی اعتراض کیوں نہیں کیا۔ یہ کیوں نہ کہا کہ ہم ایک فوجی ڈکٹیٹر کے اس قانون کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اِن لوگوں کا مقصد عورتوں کے حوالے سے مغرب کو خوش کرنا ہے۔ یہ سیکولر طبقہ اس ملک میں آٹے کے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے مگر یہ میڈیا پر لوگ چھائے ہوئے ہیں لہٰذا انھیں کو طاقتور سمجھا جاتا ہے۔ یہ پاکستان میں اُسی طرح کا نظام لانا چاہتے ہیں جیسا مادر پدر آزادی والا نظام مغربی دنیا میں رائج ہے، جس نے وہاں کے معاشرے کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ وہاں پر آج لوگ یہ کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ اُن کی 12 سے 13 سال کی بچیاں حاملہ ہو رہی ہیں، لہٰذا ہمیں دوبارہ سے گرجوں کی جانب رُخ کرنا پڑے گا۔ سابق امریکی صدر بل کلنٹن کے یہ الفاظ ہیں کہ ”چند سال بعد امریکیوں کو پتہ چلے گا کہ امریکی قوم بحیثیت مجموعی ایک حرامی قوم ہے۔“

سوال: کہا جا رہا ہے کہ آئین کی دفعات 63,62 کے معیار پر جانچ پرکھ اللہ تعالیٰ کے کام انسانوں کے سپرد کرنے کی کوشش ہے، جبکہ خالق کے کام مخلوق نہیں کرسکتی۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں سب سے پہلے ان لوگوں سے پوچھا جانا چاہیے کہ کیا تم کسی

خالق و مالک کو جانتے ہو۔ ہمارا دین یہ کہتا ہے کہ یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔ ہم سب کو یہاں اپنا امتحان دینا ہے۔ ہمیں یہ زندگی ایک امتحانی وقفے کے طور پر دی گئی ہے۔ اس وقفے میں جو پرچہ ہم حل کریں گے اُس کا نتیجہ آخرت میں نکلے گا۔ حدیث رسول ہے کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے۔ ہر ایک سے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لہٰذا ایک باپ اور اُستاد کا یہ فرض ہے کہ اپنے بیٹے اور اپنے شاگرد کو اچھے برے کی تمیز سکھائے ،تاکہ اچھائی اور برائی اور نیکی اور بدی کا فرق واضح ہو سکے۔ اُس کے بعد پھر معاشرے میں احتساب کا معاملہ شروع ہوتا ہے۔ اُس احتساب سے معاشرے کے لوگ راہ راست پر آجاتے ہیں۔

جسٹس نذیر احمد غازی: اسلام میں لوگوں کو ایک دوسرے کے گناہوں کے بارے میں بحث کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ 62،63 کے حوالے سے ریٹرننگ آفیسر ایسا ہرگز نہیں کر رہے کہ انہوں نے اپنے پاس CID یا ISI کے لوگوں کو بٹھا رکھا ہو اور انہیں یہ کہتے ہوں کہ آپ رات کو فلاں بندے کے گھر جا کر یہ پتہ کریں کہ وہ رات کو کیا کرتا ہے۔ لہٰذا 62،63 کے حوالے سے اُمیدوار کی جانچ پرکھ میں اُس کی اپنے گھر کی چاردیواری کے اندر پرائیویٹ لائف کا کوئی ذکر نہیں ہو رہا، بلکہ یہ دیکھا جا رہا ہے کہ فلاں آدمی کی معاشرے میں شہرت کیسی ہے۔ اب ایک بندہ یہ کہتا ہے کہ میں شراب پیتا ہوں اور اسے برا بھی نہیں سمجھتا ہوں، حالانکہ شراب حرام ہے تو 62،63 یقیناً ایسے شخص کا راستہ روکتی ہیں۔ اسی طرح ایک شخص بینک سے قرضہ لے کر کھا گیا ہے یا پھر کوئی اپنے یوٹیلیٹی بلز کے حوالے سے نادہندہ ہے، اس پر بھی 62،63 کی رو سے الیکشن لڑنے پر پابندی ہے۔ لیکن یہ لوگ یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ ریٹرننگ آفیسر غیر ضروری سوالات پوچھ رہے ہیں۔ ریٹرننگ آفیسر کے خلاف بیانات دینا اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے۔ اس حوالے سے الیکشن کمیشن یہ کر سکتا تھا کہ وہ تقریباً 200 کے قریب سوالات مرتب کرتا اور کہتا کہ امیدواروں سے ان سوالات میں سے پوچھا جائے گا۔ میرے نزدیک یہ الیکشن کمیشن کی ذمہ داری تھی۔ ہمارے سیاستدانوں کی دین کے حوالے سے معلومات کا اندازہ آپ اس بات سے ہی لگا سکتے ہیں کہ ہمارے ملک کے وزیر داخلہ سورۃ اخلاص بھی نہ سنا سکے۔ جس شخص کو یہ نہ بھی پتہ ہو کہ نمازیں کتنی ہیں اور اسلام کے بنیادی ارکان کون کون سے ہیں، وہ اسمبلی میں کتاب و سنت کے مطابق قانون سازی کیسے کر سکتا ہے؟

سوال: دفعات 62،63 کے بارے میں ایک تجزیہ یہ ہے کہ 90 فی صد سے زائد پاکستانی اس معیار پر پورا نہیں اُترتے، بلکہ اعتزاز احسن نے تو یہ تک کہہ دیا ہے کہ قائداعظم بھی 62،63 کے معیار پر پورا نہیں اُترتے تھے۔ یہ بتایئے کہ آپ لوگ ان شقوں کو Intact رکھنے پر کیوں اصرار کرتے ہیں؟

جسٹس نذیر احمد غازی: میڈیا کے بعض حضرات نے تو علامہ اقبالؒ کے بارے میں بھی یہ الفاظ دہرائے ہیں کہ وہ بھی اس معیار پر پورا نہیں اُترتے تھے۔ اس بات سے آپ اِن لوگوں کی جہالت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ لوگ تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ علامہ اقبال کا کلام قرآنِ مجید کا ترجمہ و تشریح ہے۔ علامہ اقبال نے تو قرآن کی روح اپنے کلام کے ذریعہ امت کے اندر اُجاگر کی ہے۔ اسی طرح مولانا حسرت موہانی کا یہ بیان ہے کہ میں نے ایک رات قائداعظمؒ کو تہجد کی نماز میں سجدے کی حالت میں روتے ہوئے دیکھا تھا...... وہ اس امت اور پاکستان کی لیے دعائیں کر رہے تھے۔ کیا کسی نے قائداعظمؒ سے یہ پوچھا تھا کہ آپ کو نماز آتی ہے یا نہیں اور اگر وہ یہ کہتے کہ مجھے نہیں آتی تو پھر تو یہ کہا جا سکتا تھا۔ اصل میں اس طرح کی باتیں وہی لوگ کرتے ہیں جو اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ قانون کا اطلاق نہیں چاہتے، اگر اسلامی شقیں آپ کو گوارا نہیں تو اسمبلیوں میں جانے کی بجائے کوئی سٹوڈیو یا سینما گھر یا ڈانس کلب کھول لیں۔ آپ کو کچھ بھی نہیں کہا جائے گا۔ بہرکیف اس ملک کے اسلامی شعور رکھنے والے نوجوانوں کو سوچنا چاہیے کہ اس ملک کے خلاف کیا کیا منصوبے بن رہے ہیں۔ اس ملک میں ایک طبقہ اُن لوگوں کا ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کے دشمن ہیں۔ جب وہ مرتے ہیں تو اُن کے جنازے میں 90 فیصد وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں نہ نماز آتی ہے اور نہ وضو کا طریقہ ہی آتا ہے۔ یہی لوگ پارلیمنٹ یا اسمبلیوں میں جا رہے ہیں۔ یہ لوگ اسلام اور اُس کی تعلیمات سے بالکل نابلد ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناتے یہ ہر فرد کا فرض ہے کہ اُسے نماز اور اپنا کلمہ تو کم از کم ضرور آتا ہو، لہٰذا ان سوالات کو بڑا ایشو بنا کر ہنگامہ کھڑا کر دینا ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والی بات ہے۔

سوال: کیا سیکولر عناصر کا ٹارگٹ اسلام ہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں جسٹس نذیر صاحب کی اس بات کی مکمل تائید کرتا ہوں کہ سیکولر عناصر کا اصل ٹارگٹ اسلام ہی ہے۔ اس بات کی وضاحت میں آپ کو قریب کی تاریخ سے دیتا ہوں۔ جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو ہمارا سیکولر طبقہ اس کی حمایت میں امریکہ اور مجاہدین کے خلاف ہو گیا۔ پھر نائن الیون کے بعد جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اگر کوئی اُصول ان سیکولر عناصر کے مدنظر ہوتا تو یہ لازماً امریکہ کے خلاف آواز اُٹھاتے کہ ہم امریکہ کے کل بھی خلاف تھے اور آج بھی خلاف ہیں۔ لیکن ان منافق و نام نہاد سیکولر عناصر نے صرف طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکہ کا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ لوگ جو کل تک سوویت یونین کے گیت گاتے تھے، آج اُس امریکہ کے گیت گا رہے ہیں، جس کے یہ کل تک دشمن تھے۔ لہٰذا تاریخ کی گواہی یہ ہے کہ ان عناصر کا اصل ہدف اسلام ہے۔

سوال: الطاف حسین اور ایاز میر نے نظریہ پاکستان کی تعریف پوچھی ہے۔ آپ کیمرے کے سامنے ہوتے ہوئے اِن لوگوں کو یہ بتائیں کہ نظریہ پاکستان ہے کیا؟

ایوب بیگ مرزا: کسی پاکستانی سے پوچھنا کہ نظریہ پاکستان کیا ہے یا پھر یہ کہنا کہ نظریہ پاکستان کی کوئی تعریف نہیں بتائی گئی ہے، یہ بالکل ایسے ہے کہ جیسے ایک شخص کا نام محمد عمر یا محمد صدیق وغیرہ ہو اور اُس سے پوچھا جائے کہ اُس کا کیا مذہب ہے۔ کیا اُس کا نام اس کا مذہب نہیں بتا رہا۔ لہٰذا نہ تو کسی کو بتانے کی ضرورت ہے کہ اُس کا مذہب کیا ہے اور نہ کسی کو پوچھنے ہی کی ضرورت ہے۔ جس کسی نے بھی تاریخ پاکستان کا سرسری سیاسی مطالعہ کیا ہو وہ یہ جانتا ہے کہ تحریک پاکستان کیوں چلائی گئی۔ سب جانتے ہیں کہ نظریۂ پاکستان کا اصلی محرک اسلام تھا۔ ہمارے ایک میڈیا کے ساتھی نے نظریۂ پاکستان کے حوالے سے یہاں تک لکھا ہے کہ نظریۂ پاکستان کی اصطلاح سب سے پہلے یحییٰ خان کے دور میں اُن کے وزیر اطلاعات نوابزادہ شیر علی نے ایجاد کی تھی۔ یہ ان صاحب کی اپنی تحقیق ہے۔ میں یہاں یہ کہتا ہوں کہ خواہ یہ نظریہ کسی نے بھی ایجاد کیا ہو، لیکن معنوی طور پر پاکستان کے نام کے ساتھ اسم مبارک محمد ﷺ لگا ہوا ہے۔ قائداعظمؒ کی تقریباً 101 تقاریر پاکستان بننے سے پہلے اور تقریباً 14 تقاریر پاکستان بننے کے بعد ایسی ہیں جن میں اسی بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ پاکستان کا آئین اسلام کی بنیاد پر بنے گا اور نئی ریاست اسلامی ریاست بنے گی، یہ اسلام کی تجربہ گاہ ہوگی۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ قائداعظمؒ کے منہ سے بھی پاکستان کے لیے سیکولرازم کا نام نہیں نکلا۔ نظریۂ پاکستان کی سب سے واضح نشانی یہ

ہے کہ جب تحریک پاکستان عروج پر تھی تو یہ نعرہ زبان زدِ عام وخاص تھا کہ ’’پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ‘‘۔ اسی بنیاد پر پاکستان بنا۔ پھر پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 2 میں درج ہے کہ Islam is a State Religion اس سے بڑی وضاحت اور کیا ہوسکتی ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ یہاں اسلامی قانون کا نفاذ ناگزیر ہے۔ یہ ہے نظریۂ پاکستان۔ پاکستان کے ایک سیاستدان سردار شوکت حیات نے یہ کہا تھا کہ ’’پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ‘‘ کا نعرہ پاکستان کے بزرگوں نے نہیں بلکہ چھوکروں نے لگایا تھا۔ میں کچھ دیر کے لیے اسے تسلیم کرلیتا ہوں، پھر سوال یہ ہے کہ کیا قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اس نعرے کی تردید کی تھی؟ پاکستان بننے کے صرف 2 سال بعد قرارداد مقاصد منظور ہوئی۔ قراردادِ مقاصد کی منظوری پر اُس وقت کچھ سیکولر عناصر نے یہ کہا تھا کہ آج ہمارا سر شرم سے جھک گیا ہے، اِس لیے کہ اِس دور میں ہم یہ قرارداد منظور کر رہے ہیں کہ (sovereignty belongs to God) اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ ہے یعنی ع اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں۔ مگر اُنہوں نے اِس بات سے انکار نہیں کیا کہ مسلم لیگ نے تحریک پاکستان کے دوران اسلامی نظام کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ ابھی پاکستان بنے صرف دو سال ہوئے تھے۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ توکل کی بات ہے، ہم نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا، لیکن اُنہوں نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ گویا وہ اسلامی نظام کے مخالف تو تھے لیکن یہ تسلیم کرتے تھے کہ تحریک پاکستان کے دوران اِس کے نفاذ کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ معاملہ ابھی بالکل تازہ تازہ تھا اور دوسرا یہ کہ اُس زمانے کے سیکولر لوگوں میں بھی کچھ نہ کچھ اخلاقیات ابھی باقی تھیں۔ تو میں اُن کو لوگوں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ آج کے دور کے سیکولر عناصر کی طرح جھوٹے ومنافق ہرگز نہ تھے۔ ان کے اندر سچ کو سننے اور برداشت کرنے کی ہمت تھی۔ آج کے سیکولر عناصر صرف 11 اگست کی تقریر کے صرف ایک جز کو پکڑ کے بیٹھ گئے ہیں کہ قائداعظمؒ سیکولرازم کے حامی تھے، لیکن اُس کے مقابلے میں اسلام کے نام پر 101 تقاریر انھیں نظر نہیں آتی۔ اسی طرح کراچی کے ایک صاحب نے اپنی کتاب میں قائداعظمؒ کی 132 تقاریر اس حوالے سے گنوائی ہیں۔ یہ وہ تقاریر ہیں جو پرو اسلامک ہیں۔ اِن میں یہ ذکر ہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا، پاکستان کا آئین 1400 سو سال پہلے بن چکا ہے۔ 11 اگست کی تقریر کے حوالے سے خود قائداعظمؒ نے 25 جنوری 1948 کو کراچی بار سے خطاب میں کہا کہ یہ جو شرپسند عناصر پاکستان کے حوالے سے غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں، وہ اسلامی نہیں ہوگا۔ میں اِن شرپسند عناصر پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں شریعت محمدیؐ کا نفاذ ہوگا۔ اگر کوئی شخص جھوٹ پر اُتر آئے تو اس کا کیا کیا جاسکتا ہے۔

سوال : الطاف حسین نے آئین کی دفعات 63,62 کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے نظریۂ پاکستان کی تعریف پوچھی ہے۔ اس مرحلے پر نظریۂ پاکستان کی بحث کو چھیڑنا کیا معنی رکھتا ہے؟

جسٹس نذیر احمد غازی : الطاف حسین کی بات کو سنجیدگی سے لینا چاہیے، کیونکہ وہ پہلے بھی بھارت میں جا کر پاکستان کے حوالے سے کافی غیر سنجیدہ گفتگو کر چکے ہیں، اگرچہ بعد میں وہ اس سے مکر گئے تھے۔ اسی طرح انہوں نے سپریم کورٹ کے حوالے سے متنازع باتیں کیں، جس سے بعد میں انہوں نے رجوع کرلیا تھا۔ وہ ایک برطانوی شہری ہیں۔ انہوں نے برطانیہ کے ساتھ وفاداری کا حلف اُٹھایا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ ایک مجبور آدمی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اُن کے خیالات میرے اور آپ جیسے ہی ہوں۔ (واللہ اعلم)

ایوب بیگ مرزا : میری نظر میں ہمارے اصل لیڈر قائداعظمؒ تھے، جنہوں نے اسرائیل کو ناجائز ریاست کہا تھا۔ اسی طرح جب لیاقت علی خان امریکہ گئے تھے تو یہودیوں کی طرف سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی شرط پر بھاری مالی امداد کی پیشکش ہوتی جن پر انہوں نے کہا تھا کہ ہماری روحیں فروخت ہونے کے لیے نہیں ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہمارا سیکولر کیا جانے کہ روح کیا چیز ہے۔ ان کو تو صرف اپنے جسم کی نشوونما کی فکر ہے۔ یہ صرف اور صرف طاقت اور دولت کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اِن سیکولر عناصر کا معبودِ حقیقی ڈالر ہے۔ اگر یہ سیکولر عناصر تائب نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نہ کی، تو دُنیا میں ذلیل وخوار ہوں گے اور آخرت میں بھی رسوائی اُٹھائیں گے۔ جس مقصد کے لیے پاکستان بنا تھا، وہ مقصد ان شاء اللہ بہت جلد شرمندۂ تعبیر ہو کر رہے گا۔ اور اللہ کے رسولؐ کی سنت کے مطابق پاکستان میں قانون سازی ہوگی۔

سوال : الیکشن کے حوالے سے آج کل جو سکروٹنی کا عمل جاری ہے، اس کے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں انتشار پیدا کیا جا رہا ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا مختلف معاملات، خاص طور پر جعلی ڈگریوں کے حوالے سے عدالتوں میں دائر کیسوں کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے۔ آپ کی نظر میں اس انتشار سے باہر نکلنے کا راستہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : ہمارا شروع سے اس بات پر اتفاق ہے کہ جو چیز جس مقصد کے لیے بنی ہے اُس سے آپ صحیح کام نہ لیں سکیں تو اُس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ قلم لکھنے کے مقصد کے تحت اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جب قلم لکھنا بند کر دیتا ہے تو آپ اُسے اپنے پاس رکھنے کی بجائے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ملک اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے بنا تھا۔ میں پہلے بھی یہ بات کہہ چکا ہوں کہ اگر اسلام بیچ کا سیمنٹ نہ ہوتا تو پھر کیسے ایک بنگال کا مسلمان پشاور کے ایک پٹھان کے ساتھ رہنے پر متفق ہوسکتا تھا۔ جبکہ ایک بنگالی مسلمان اور پشاور کے ایک پٹھان مسلمان کے بود و باش، رسم ورواج اور زبان وغیرہ میں زمین وآسمان کا فرق تھا۔ اور سب سے بڑھ کر تاریخ میں یہ انوکھا واقعہ ہوا کہ پاکستان کے دونوں خطوں کے درمیان ایک دشمن ملک بھارت واقع تھا، اور دونوں میں ایکہزار میل کا فاصلہ تھا۔ مشرقی اور مغربی پاکستان جس بنیاد پر ایک ملک بنے وہ بنیاد صرف اور صرف دین اسلام تھی۔ اسلام نے مختلف علاقوں کے مسلمانوں کے درمیان ہر قسم کا فرق مٹا کر رکھ دیا تھا۔ جب اُس دین کو ہم نے بیچ میں سے نکال دیا تھا، تو پھر دونوں خطے الگ الگ ہوگئے۔ اب بھی ملک کے استحکام کی واحد بنیاد اور مسائل کا حل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کے نظام کو اس سرزمین پر نافذ کیا جائے، جنہیں تمام دُنیا کے لیے آخری نبی ورسول اور رول ماڈل بنا کر بھیجا گیا تھا۔

جسٹس نذیر احمد غازی : اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ جتنے بھی دینی فکر رکھنے والے لوگ ہیں، وہ سب نفاذ اسلام کے ایشو پر اکٹھے ہو جائیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کو گواہ بنا کر اپنے ذاتی مفادات کو ختم کر دیں۔ اس ملک میں دینی فکر رکھنے والے لوگوں کی بھاری اکثریت ہے۔ آج بھی لوگوں کے دل اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔ کارٹونوں کے مسئلے میں توہین رسالت کے حوالے سے کیا ہم نے دیکھا نہیں کہ کراچی سے لے کر پشاور تک پورا ملک شدید غم وغصہ کی حالت میں سڑکوں پر نکل آیا تھا۔ یہ جذبہ ساری دُنیا نے دیکھا تھا۔ اس جذبے کو دینی قوتوں کے حوالے سے چینلائز کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو اور ہمیں ہر بُری گھڑی اور مصیبت سے محفوظ رکھے۔ (آمین!)

(مرتب: وسیم احمد/محمد بدر الرحمٰن)

سالارِ صدق ووفا صدیق اکبرؓ

یوم وفات صدیق اکبرؓ کی مناسبت سے خوصی تحریر

مفتی توصیف احمد
touseef_ahmed19@yahoo.com

قافلۂ صدق ووفا کے سر خیل عظیم المرتبت یارِ غار و مزار، سسرِ رسول ﷺ، منکرینِ زکوٰۃ کے لئے شمشیر بے نیام، خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی ذات، شخصیت، کردار اور مناقب تاریخ اسلام کے روشن دریچوں میں اُجلے حروف کے ساتھ مرقوم ہیں۔ آپؓ کا نام عبداللہ، کنیت ابوبکر، والد کا نام عثمان کنیت ابوقحافہ اور والدہ محترمہ کا نام سلمٰی اور کنیت ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب تھا۔ والد کا سلسلہ نسب عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تمیم بن مرہ بن کعب بن لوئی القرشی التیمی ہے۔ آپؓ کا نسب عالی چھٹی پشت میں آنحضرتؐ کے ساتھ جاملتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا شمار مکہ کے تاجروں میں ہوتا تھا۔ آپؓ کے والد گرامی بھی شرفائے مکہ میں سے تھے۔ حلقہ بگوش اسلام ہونے سے قبل زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا خون بہا آپؓ کے پاس جمع ہوتا تھا۔ مکہ مکرمہ میں دیانت، امانت، راست بازی اور حیا کا پیکر سمجھے جاتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی شراب سے سخت نفرت تھی اور کیوں نہ ہوتی، کائنات کے عظیم المرتبت انسان آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف پا کر مقام صدیقیت کی معراج پر فائز جو ہونا تھا اور ہادی عالم ﷺ کے بعد جانشین رسول ﷺ کی حیثیت سے امت کی رہنمائی جو کرنی تھی۔ اس عظیم المرتبت شخصیت کی ذات بابرکت مجسمۂ صدق ووفا پر مجھ جیسے کوتاہ نظر وعلم کی تحریر کیا حیثیت رکھتی ہے، لیکن خلفاءِ راشدین کے ساتھ خصوصی شغف، انس ومحبت اور اعتقاد ووابستگی لکھنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ شاہد یہی سیاہی، یہی سطور وقرطاس، اور آنحضرت ﷺ کے غلاموں کی محبت شافع محشر ساقی کوثر کے ہاتھوں جام کوثر پلانے کا سبب بن جائے۔

آپؓ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں جب غار ثور کی نقشہ کشی کی گئی تو تنہائی کے عالم میں نبوت وصداقت کا حسین امتزاج ''ثانی اثنین'' کی صورت میں نظر آتا ہے۔ تاریخ اسلام کے سب سے پہلے معرکۂ حق وباطل غزوۂ بدر میں رات کی تاریکی میں جب محبوب کبریا ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رم جھم بارش کی طرح رخسار مبارک اور داڑھی مبارک کو تر کر رہے تھے، اس وقت مونس وغمخوار قافلۂ صدق ووفا کے سالار آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے اور فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت ومدد فرمائیں گے۔ غارِ حرا میں جا کر گوشہ نشینی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جبین نیاز کو جھکانے والے آفتاب وماہتاب ﷺ کو جب خلعت نبوت سے نوازا گیا تو آپ ﷺ نے اس راز کو مخلصین احباب کے سامنے پیش کیا اور ہدایت کی طرف بلایا تو مردوں میں سب سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہونے والے شخص کو اگر دیکھنا ہو تو وہ بھی صدیق اکبرؓ نظر آئیں گے۔ آپ ﷺ کے رازدار، جاں نثار وجانباز صحابی شمع رسالت کے پروانوں میں سے عظیم پروانے، ہجرت مدینہ میں جب آنحضرت حضرت علی ؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کا کہہ کر جس شخصیت کے آستانہ پر تشریف لائے تھے وہ کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی۔ آپؓ کی ہجرت والی رات تمام راتوں سے بہتر تھی۔ جب نبوت کے قدم آبلہ پا ہو گئے تو مخلص وجاں نثار صدیق نے صداقت کا حق ادا کرتے ہوئے نبوت کو اپنے کاندھے پر سوار کر لیا تھا۔ پھر اس کے بعد غارِ ثور میں آپؐ کی خدمت اقدس کی خاطر اپنے غلام کو مقرر کیا، جو صبح وشام آپ ﷺ کی خبر گیری کرتا اور بکریوں کا دودھ دوھ کر آنجناب کی خدمت اقدس میں پیش کرتا۔

غار ثور میں قیام کے دوران آپؓ کی گود میں محو استراحت حبیب کبریا ﷺ کی نیند کی خاطر آپؓ نے بچھو کے بار بار ڈسنے کے باوجود اپنے جسم کو حرکت نہیں دی۔ مکہ مکرمہ کے تیرہ سالہ دور میں ہمیشہ آپ ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ قبائل عرب کے مجمع میں تبلیغ میں بھی آپؓ کے شانہ بشانہ اور ممد ومعاون تھے۔ کفار مکہ جب بھی آپ ﷺ کی طرف دست درازی کرتے تو جاں نثار رفیق اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر سینہ سپر ہو جاتے۔ ایک موقع پر جب آنحضرت ﷺ خانۂ خدا میں تقریر کر رہے تھے جس پر مشرکین سخت برہم ہوئے اور آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے، ایسے میں صدیق اکبر ؓ میدان میں کود پڑے اور مشرکین کے ہجوم میں سے آپ ﷺ کو علیحدہ کر کے فرمایا: کیا تم اس لئے ان کو قتل کرتے ہو کہ یہ ایک خدا کا نام لیتے ہیں۔

مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، پیغمبر کی صحبت میں کفار کے ہاتھوں مار کھانے والے، اسلامی انقلاب کی ترویج واشاعت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے والے، اپنی لخت جگر کو خانوادۂ نبوت میں بھیج کر آباد کرنے والے، سفر ہجرت میں حق رفاقت ادا کرنے والے اور سراپا رسالت کو کندھوں پر بٹھانے والے، غار ثور میں اللہ کے محبوب ﷺ کو اپنی گود میں سلانے والے، صاحب نبوت کا قرآنی اعزاز حاصل کرنے والے، بدر واُحد میں آنحضرت ﷺ کے ہمدم وہمسفر، نطق رسالت سے متعدد بار جنت کی بشارت پانے والے، اپنے دور خلافت میں جھوٹے نبیوں کی مؤثر سرکوبی کرنے والے، رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں امت مسلمہ کی سترہ نمازوں کی امامت کا شرف حاصل کرنے والے، عرصۂ حیات ووفات میں آپ ﷺ سے موافقت رکھنے والے اور بعد وفات رشک خلد بریں روضہ رسول ﷺ میں پہلوئے رسالت میں ابدی ٹھکانہ پانے والے یقیناً صدیق اکبر ؓ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اتنے اعزازات سے نوازا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

انہیں شواہد کے پیش نظر جب آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ کے انتخاب کا وقت آیا تو روشن ضمیر فرزندان اسلام نے آپؓ کے ہاتھ بیعت کر کے یہودی لابی کے عزائم خاک میں ملا دیے۔ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''لوگو! تم نے مجھے خلیفہ مقرر کر کے آزمائش میں ڈال دیا، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں۔ نیکی کے کاموں میں مجھ سے تعاون کرنا، اگر میں سنت کے خلاف چلوں تو مجھے سیدھا کرنا۔ سچائی امانت ہے، جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں سے جو ضعیف ہے وہ اس وقت تک میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اسے اُس کا حق نہ دلاؤں، اور تم میں سے قوی میرے

نزدیک اس وقت تک ضعیف ہے جب تک میں اس سے کمزوروں کا حق نہ لے لوں۔ جہاد شرط زندگی ہے، جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے وہ کاہل اور بے عمل بن جاتی ہے۔ بدکاری موجب ہلاکت اور دائمی مصائب ہے۔ تم اس وقت تک میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی کرتا رہوں۔''

حضرت ابوبکر صدیق ؓ ایک سچے عاشق رسول ہونے کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کے محاذ کے عظیم سپاہی تھے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی بعض بدبختوں نے دعویٔ نبوت کرنے کی مذموم کوشش کی، جن میں اسود عنسی قابل ذکر ہے، لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد طلحہ، اسدی، سجاح تغلبی اور مسیلمہ کذاب جیسے کئی مدعیان نبوت نے دعویٰ نبوت کر کے امت مسلمہ کی غیرت ایمانی کو للکارا۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ نے ان فتنوں کی سرکوبی کو بے حد اہمیت دی، جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دور رسالت میں غزوات اور سرایا میں جام شہادت نوش کرنے والوں کے مقابلہ میں سیدنا صدیق اکبر ؓ کے دور میں ارتداد اور تحفظ ختم نبوت کی مہم میں جام شہادت نوش کرنے والوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے سیف الاسلام خالد بن ولید ؓ کی قیادت میں 13 ہزار مجاہدین اسلام کا لشکر جرار روانہ فرمایا۔ اس کے مقابلہ میں مسیلمہ ملعون کے لشکریوں کی تعداد تقریباً 40 ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ بالآخر وحشی بن حرب نے مسیلمہ کذاب کی زندگی کا چراغ گل کر کے اس عظیم فتنہ کے آگے باب باندھا۔ جس وقت لڑائی اختتام پذیر ہوئی تو سترہ ہزار لاشوں سے میدان بھرا پڑا تھا، زخمیوں کی تعداد بھی ہزاروں میں تھی۔

اس میں شک نہیں کہ خلیفہ دوم کے عہد میں بڑے بڑے کارنامے انجام پائے، اہم امور کا فیصلہ ہوا، روم و فارس کی سلطنتیں زیر نگیں ہوئیں، تاہم ان سب کی داغ بیل مرد مجاہد یار غار و مزار خلیفۂ رسول، عاشق رسول سیدنا ابوبکر صدیق کے دور میں پڑی۔ آپؓ ہر اہم معاملے میں اہل الرائے و فقہاء صحابہؓ سے مشورہ کرتے تھے، جن میں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت ؓ قابل ذکر ہیں۔ عاملوں اور عہدیداروں کے انتخاب میں بھی آپؓ ان لوگوں کو ترجیح دیتے تھے جو زمانہ رسالت میں عامل رہ چکے تھے۔ جب بھی کسی عامل کا انتخاب فرماتے تو اس کو بلا کر اس کے فرائض کی تفصیل اور خوف خدا کے بارے میں ارشاد فرماتے ''خلوت و جلوت میں خوف خدا رکھو۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسی جگہ سے رزق کا انتظام فرماتے ہیں جہاں سے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، اور اس کا اجر دو بالا کر دیتا ہے۔ بے شک بندگان خدا کی خیر خواہی بہترین تقویٰ ہے۔''

آپ ﷺ کی مبارک زبان سے بے شمار مواقع پر آپؓ کے فضائل و مناقب کا ذکر ہوا۔ چنانچہ بخاری شریف میں موجود ہے ''ابوبکرؓ اپنی صحبت اور مال کے لحاظ سے میرا سب سے بڑا محسن ہے۔ اگر میں خدا کے سوا کسی کو دوست بنا سکتا تو ابوبکر ؓ کو بناتا، لیکن اخوت اسلامی اور مودت (مساوی درجہ کی برقرار) ہے۔ آئندہ مسجد میں ابوبکر کے دروازے کے علاوہ کوئی دروازہ ایسا نہ رہے جو بند نہ کیا جائے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے گو کسی مکتب میں باقاعدہ زانوئے تلمذ طے نہیں کیا، تاہم فطری جودت طبع اور دربار نبوت کی حاشیہ نشینی سے آسمان فضل و کمال پر مہر درخشاں ہو کر چمکے۔ فصاحت و بلاغت میں کمال رکھتے تھے۔ تقریر و خطابت کا خداداد ملکہ تھا۔ بنی ساعدہ میں آپؓ کی شاہکار تقریر سے برجستگی اور زور کلام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نسب دانی، تعبیر رؤیا، علم تفسیر، علم حدیث پر بھی آپؓ کو دسترس حاصل تھی۔ ورع و تقویٰ آپؓ کے معدنِ اخلاق کا سب سے درخشاں گوہر ہے۔ آپؓ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ فرماتے ''میں قریش میں سب سے بڑا متمول تاجر تھا۔'' عہد اسلام میں بھی تجارت کو جاری رکھا اور دور دراز ممالک کے سفر کیے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال قبل تجارت کی غرض سے بصرہ تشریف لے گئے۔ شریعت کے احکام کی پابندی کرتے اور کہیں حکم شرعی ٹوٹتا دیکھتے تو سخت برہم ہو جاتے اور فرماتے ''اللہ کے دین میں کمی آئے اور ابوبکر زندہ رہے۔'' آپ ﷺ کی وفات کے بعد منکرین زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا ''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ کی مد میں دی جانے والی رسی بھی اگر کوئی روکے گا تو میں اس کے خلاف بھی جہاد کروں گا۔''

27 ماہ کی خلافت کے بعد اپنی لخت جگر عائشہ صدیقہؓ ؓ سے فرمایا: ''جان پدر، میری جائیداد فروخت کر کے زمانہ خلافت میں مجلس شوریٰ کی طرف سے دیے گئے مشاہرے کی مجموعی رقم بیت المال میں جمع کر دینا۔'' اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ جس تخت پر آپ ﷺ کو غسل دیا گیا، اسی تخت پر نہلائے گئے۔ غار ثور میں رسول اللہ ﷺ کو گود میں سلانے کا کیا حسین صلہ ملا کہ تا حشر پہلوئے رسولؐ میں ٹھکانہ مل گیا۔ انفاق فی سبیل اللہ، مہمان نوازی اور لباس و غذا میں سادگی میں اپنی مثال آپ تھے۔

یوں حلقۂ عشاق میں صدیق کا مقام
جیسے فلک میں چاند ستاروں کے درمیاں

وفات کے وقت پوچھا کہ آج کون سا دن ہے......؟ لوگوں نے بتایا دوشنبہ (پیر)۔ پھر پوچھا رسول اللہ ﷺ کا وصال کس دن ہوا......؟ بتایا گیا اسی روز فرمایا میری آرزو ہے کہ آج رات تک اس عالم فانی سے رحلت کر جاؤں۔ چنانچہ یہ آرزو بھی پوری ہوئی اور 63 برس کی عمر میں 22 جمادی الثانی 13 ہجری کو راہ گزین عالم جاودانی ہوئے۔ وصیت کے مطابق وفات کے وقت تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا۔ آپؓ کی زوجہ اسماء بنت عمیس ؓ نے غسل دیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عثمان، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، اور حضرت عمر ؓ نے قبر میں اتارا۔ یوں آپؐ کا رفیق یار غار و مزار آپ ﷺ کے پہلو میں جا پہنچا۔

آپؓ کا یوم وفات ہمیں اس بات کی یاد دلاتا ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر دیں۔ اسلام کا نظام عدل اجتماعی جس کا عنوان خلافت ہے اُس کے قیام کے لئے پورے خلوص و اخلاص سے منظم جدوجہد کریں۔ سیرت صدیق کا ایک اور اہم سبق یہ ہے کہ مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب اور سجاح کے روحانی فرزند مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کی ذریت اگر ختم نبوت کے عظیم منصب پر ڈاکہ ڈال کر شریعت مطہرہ کے اندر رخنہ اندازی کی کوشش کریں تو ان کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں، اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات ٹوٹ رہے ہوں تو کم از کم ہمارے ماتھے پر بل ضرور پڑنے چاہئیں اور حکومت کے مال میں بے جا تصرف کرنے سے گریز کیا جائے۔ 1924ء میں خلافت کا نظام پورے طور پر ختم ہو گیا۔ آج ہر جگہ غیر اللہ کی حاکمیت پر مبنی جمہوری نظام راج کر رہا ہے۔ اسی طرح آج فتنہ قادیانیت پھر اپنے پھن پھیلائے اُمت مسلمہ میں زہر افشانی کر رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے غیر اللہ کی حاکمیت کی نفی کی جائے اور خلافت قائم کر کے دنیا پر اسلام کے نظام عدل کی برتری عملاً ثابت کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ فتنہ قادیانیت کے خلاف ہر محاذ پر کام کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو روز قیامت آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے جام کوثر نوش کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆

دعوت حق کی اہمیت

قرآن و سنت کی روشنی میں

فرید اللہ مروت

دعوت دین کا مطلب ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور سچے دین کی طرف بلانا، تا کہ وہ اپنی زندگی دین حق کی روشنی میں بسر کریں اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائیں۔ دین کی دعوت ایک اہم فریضہ ہے۔ اس فریضہ کی ادائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف انبیاء و رسل کو بھیجا، تا کہ وہ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر اور آسمانی کتابیں نازل فرما کر لوگوں پر حجت قائم کر دی تا کہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم تو جانتے ہی نہ تھے، ہمارے پاس تو کوئی خوشخبری سنانے والا یا عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا آیا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ (الحدید: 25)

”ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔“

اللہ نے سلسلۂ رسالت افضل الرسل امام الانبیاء سید الکونین حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا۔ آپؐ نے پیغام الٰہی کو لوگوں تک پہنچایا اور امانت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے امت کے ساتھ خیر خوا کا حق ادا کر دیا۔ اللہ کی طرف سے امت کو خفیہ اور علانیہ دعوت دی۔ آپؐ نے دعوت حق کا فریضہ احسن طریقہ سے سرانجام دیا جیسا کہ پہلے انبیاء و رسل نے سرانجام دیا تھا۔ آپؐ نے راہِ حق میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جیسا کہ پہلے رسولوں نے کیا تھا۔ بلکہ ان سے بڑھ کر اس راہ میں آمدہ تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعے اپنا دین غالب کر دیا۔ دین الٰہی کی تکمیل فرما کر اور اِسے نقطۂ عروج پر پہنچا کر آپؐ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپؐ نے قرآن و سنت کی شکل میں دین و ہدایت کا جو سرمایہ عنایت فرما دیا ہے وہ اس قدر جامع، اس قدر کامل اور اس قدر واضح اور سہل ہے کہ اب نہ کسی نبوت اور رسالت کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے دین کی۔

آپؐ کے بعد آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بارِ امانت کو اٹھا کر اس کٹھن راہ پر دیوانہ وار چل نکلے۔ دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے چہار دانگ عالم میں داعیانِ حق اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی صورت میں پھیل گئے، اور راہِ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کی اور پیغام خداوندی کو مسلسل لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ اللہ کا خوف دل میں رکھا اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ دین الٰہی کی نشر و اشاعت کرتے رہے اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ تا کہ لوگ شرعی احکامات کی پابندی کریں، حدود اللہ کا خیال رکھیں اور ان چیزوں سے رُک جائیں جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں نقصان دہ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے بعد تابعین اور تبع تابعین رشد و ہدایت کے امام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلے۔ انہوں نے اس بارِ امانت کو اٹھایا اور صدق دل، صبر و تحمل اور خلوص نیت کے ساتھ اس کا حق ادا کیا، اور جو لوگ دین حق سے منحرف ہو گئے ان کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔

ان گزارشات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دعوت حق ایک اہم ترین فریضہ ہے اور امت ہر دور میں اس کی محتاج رہی ہے۔ دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری ہر امتی پر عموماً اور ہر عالم دین پر خصوصاً عائد ہوتی ہے۔ آج ہم سے ہر ایک نے داعی بننا ہے اور حسب استطاعت دعوت و تبلیغ کا کام کرنا ہے۔ اس عظیم کام کے لئے جان و مال اور اوقات کی قربانی دینی ہے۔ کتاب و سنت میں دعوت الی اللہ کی فرضیت اور فضیلت کے متعلق بہت سے دلائل پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (١٠٤)﴾ (آل عمران: 104)

”اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔“

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ ۭ﴾ (النحل :125)

(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔“

﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (٨٧)﴾ (القصص:87)

”اور اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا۔“

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۾ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ﴾ (یوسف:108)

”کہہ دو میرا رستہ تو یہ ہے۔ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ بوجھ کر اور میرے پیرو بھی۔“

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (حمٓ السجدۃ:33)

”اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں فرماں بردار ہوں۔“

رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ جملہ اہل اسلام کے لئے عموماً اور علمائے کرام کے لئے خصوصاً اسوۂ حسنہ ہے۔ سید المرسلین و رحمۃ للعالمین ﷺ خود دعوت و تبلیغ کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس نے بھلائی کے کام کی طرف کسی کی رہنمائی کی اس کو بھلائی کا کام کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔“ (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اللہ کی قسم! تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ اگر ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔“ (متفق علیہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”تو اہل علم یا طالب علم یا علم کی باتوں کو سننے والا بن جا، چوتھی کوئی صورت اختیار نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔“ (سنن دارمی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تم میں سے کسی منکر (برائی) کو دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے (یعنی مٹا دے) سو اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے (اس کے خلاف بات کرے) اور اگر اس کی

استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے (اس کو برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔" (صحیح مسلم)

دعوت الیٰ میں غفلت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ میں کوتاہی دنیا و آخرت میں تباہی کی موجب ہے۔ اس غفلت پر دعاؤں کی عدم قبولیت کی وعید ہے۔ اس فریضہ سے غفلت کے نتیجے میں ہلاکت وتباہی کو نبی اکرم ﷺ نے ایک مثال سے واضح فرمایا ہے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے منع کردہ امور میں مداہنت کرنے والے اور ان کا ارتکاب کرنے والے شخص کی مثال یوں ہے کہ کچھ لوگوں نے ایک بحری جہاز میں بیٹھنے کے لئے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگ اس کے نیچے کے حصے میں ہو گئے اور کچھ اس کے اوپر کے حصے میں۔ پس ایک شخص جو اس کے نیچے کے حصے میں تھا، اوپر والوں کے پاس سے پانی وغیرہ لے کر گزرتا رہا تو انہوں نے اس کی تکلیف محسوس کی (اور ناگواری کا اظہار کیا) ردعمل میں اس نے کلہاڑا لیا اور جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کرنا شروع کر دیا، تا کہ اپنی پانی کی ضرورت پوری کر سکے۔ پھر وہ سب اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے میری (آمدورفت کی وجہ سے) تکلیف محسوس کی تھی حالانکہ پانی حاصل کے بغیر میرے لئے کوئی چارہ کار نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اب اگر وہ اس کے ہاتھوں کو روک لیتے ہیں تو اس کو بھی بچا لیں گے اور اپنے آپ کو بھی بچا لیں گے، اور اگر اُسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بھی ہلاک ہو جائے گا اور باقی مسافر بھی ہلاک ہو جائیں گے۔" (صحیح بخاری) پس اسلامی معاشرہ ایک بحری جہاز کی مانند ہے اور اس میں برائی کا ارتکاب کرنا بحری جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے کے برابر ہے، اور اس برائی کے خلاف جدوجہد نہ کرنا ایسا ہے جیسے کسی جہاز کو غرق ہو جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

ان آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو مسلمانوں کے اندر دعوت الی الخیر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور انذار (اللہ کے عذاب سے ڈرانے) کا کام کرے۔ دعوت حق تمام انبیاء ورسل کا فریضہ اور شعار رہا ہے۔ اب یہ فرض امت مسلمہ کے سپرد ہے کہ وہ پوری انسانیت کو معروف کا عامل بننے اور منکرات سے بچنے کا راستہ دکھائے۔ اسی مقصد کے لئے یہ امت برپا کی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تم (دنیا میں) بہترین امت ہو جسے لوگوں (کی ہدایت اور اصلاح) کے لئے میدان (عمل) میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔" (آل عمران: 110)

قول سدید

دینی جماعتیں اور جمہوریت کی چوسنی

اوریا مقبول جان

تین ایسی علامتیں ہیں جو اللہ نے اپنی خاص حکمت سے ان انتخابات سے پہلے ان لوگوں پر واضح کر دیں جو اس ملک میں جمہوری راستے سے اللہ کی حاکمیت قائم کرنے کے گزشتہ پینسٹھ سال سے دعویدار ہیں۔ یہ لوگ ہر اس اتحاد کا حصہ رہے جو جمہوری نظام کی بالادستی کے لئے قائم کیا گیا۔ اس دوران خواہ جلسے ہوتے یا جلوس نکلتے سب کی زبان پر آئین، جمہوریت اور عوام کی حکمرانی کے نعرے ہوتے۔ اللہ کی حکمرانی اور شریعت کا نفاذ نجی مجالس کی تقریروں اور لٹریچر تک محدود ہو جاتا۔ جیلیں، تشدد، پولیس سے ہاتھا پائی اور دربدری صرف اور صرف جمہوریت کی بقا کے لیے کی جاتی۔ مختلف وقفوں میں جمہوریت اپنا چہرہ دکھاتی تو الیکشن منعقد ہوتے۔ ان الیکشنوں میں انتخابی اتحاد بنتے۔ پارلیمنٹ توڑ دی جاتی تو ہر وہ پارٹی جو اسلام کے نفاذ کی علم بردار تھی اپنے اتحادیوں سے گلے شکوے کرتی کہ ہم سے دھوکہ ہوا۔ ہم سے اس ملک میں شریعت کے نفاذ اور تمام قوانین کو شرعی بنانے کا جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا۔ دوبارہ الیکشن آتے اور رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کہ "مومن ایک سوراخ سے دوبار ڈسا نہیں جاتا" کے بالکل برعکس دوبارہ انہیں لوگوں کے ساتھ اتحاد کر لیا جاتا۔ ان کی حکومتیں ختم ہوتیں تو اپنے ان کارکنوں کو جو دین کے متوالے اور جاں نثار تھے سڑکوں پر نکالا جاتا۔

ان تمام لوگوں کو بخوبی علم تھا کہ ان کی اس جدوجہد کے نتیجے میں جو لوگ مسند اقتدار پر آئیں گے وہ اپنے عمل اور رنگ ڈھنگ میں اپنی اخلاقیات اور بے ایمانی میں کسی آمر ڈکٹیٹر یا فوجی حکمران سے کم نہ ہوں گے۔ پینسٹھ سال کے بعد اور آٹھ الیکشنوں کے تلخ تجربے سے بھی شاید ان لوگوں کو اس بات کا ادراک تک نہ ہو سکا کہ اس پورے جمہوری نظام میں ان کی جو حیثیت ہے وہ اتنی ہی ہے کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ یہ سب کچھ آزادانہ ہو رہا ہے اور ہر کسی کو الیکشن لڑ کر عزت حاصل کرنے یا ذلیل ہونے کی پوری آزادی ہے۔

لیکن موجودہ الیکشن کی گہماگہمی میں تین ایسی علامتیں ہیں جو ان صالحین ملت پر کھول دی گئی ہیں۔ ایک تو اتنی واضح اور خوش آئند ہے کہ عقل و ہوش رکھنے والوں کے لیے بھی ایک دھچکا ہی کافی ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہر بڑی سیاسی پارٹی نے انہیں اپنے دروازے سے اس طرح لوٹایا ہے کہ انہیں اپنی گزشتہ مشترکہ جدوجہد پر شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آ سکا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ کے ووٹوں کی انہیں ضرورت اسی وقت تھی جب اس ملک میں نظریاتی سیاست ہوتی تھی یا پھر اس کا ڈھونگ رچایا جاتا تھا۔ دائیں بازو یا اسلام پسند اور بائیں بازو یا سوشلسٹ۔ اس کے بعد سیکولر اور اسلام پسندوں کا دور آ گیا۔ لیکن ان الیکشنوں میں تمام بڑی پارٹیوں کا منشور اٹھا کر دیکھ لیں سب کے سب سرمایہ دارانہ معیشت کے اہداف اور اللہ کے بجائے عوام کی حاکمیت کے قائل ہیں۔ اس لیے ان تمام پارٹیوں نے ان صالح جماعتوں کو مکھی کی طرح نکال کر باہر پھینک دیا ہے کہ اب انہیں ایسے ووٹوں کی کوئی ضرورت یا حاجت نہیں ہے، جو ایک ایک ووٹ گنتے ہیں، انہوں نے کس قدر تکبر سے ہر اس پارٹی کو واپس لوٹا دیا جو کسی بھی صورت میں اسلام کے حوالے سے پہچانی جاتی ہے۔

دوسری اہم علامت یہ کہ پارلیمنٹ میں چیخ چیخ کر شور مچا مچا کر تمام اسلامی پارٹیوں نے 62 اور 63 کی شقوں کو سات اسمبلیوں میں بحال رکھوایا۔ یہ ان کی نگاہ میں سب سے بڑی کارکردگی تھی۔ لیکن ان الیکشنوں میں میڈیا سے لے کر عدالتوں تک سب نے اس کے بخیے ادھیڑ دیئے۔ اب اس اسمبلی میں شرابی، زانی، بددیانت اور منکر خدا بھی اسلامی قوانین کی تشکیل کے لیے الیکشن لڑ سکتا ہے اور آپ کے ساتھ برابر ووٹ رکھتا ہے۔ وہ آئین جس کے مطابق ہر قانون کو اسلامی بنایا جانا ضروری ہے، اس کی اسمبلی میں ایک نیک و پارسا اور فاسق و فاجر دونوں برابر ہوں گے۔

تیسری علامت وہ سروے ہیں جو اس وقت پوری مغربی دنیا کی نیندیں اڑائے ہوئے ہیں۔عوامی رائے کے ان تمام جائزوں کا تفصیلی ذکر کرنے کے لیے کئی کالم درکار ہیں، اور میں نے کئی کالموں میں ان کا ذکر بھی کیا ہے۔گزشتہ پانچ سالوں میں مسلم اُمہ میں ہونے والے عوامی رائے کے جائزوں نے بار بار یہ ثابت کیا ہے کہ لوگ شریعت چاہتے ہیں۔جبکہ بی بی سی کے تازہ سروے نے ان تمام اسلامی جماعتوں کے سامنے یہ حقیقت کھول دی کہ نوے فیصد پاکستانی نوجوان جمہوریت سے مایوس ہیں اور ان میں اکثر اسلامی نظام چاہتے ہیں۔اس سب کے باوجود بھی اگر کوئی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جمہوریت کے راستے کہیں اللہ کے قوانین کو نافذ کر سکتا ہے تو یہ اس کی سب سے بڑی بھول ہے۔

جمہوریت جس کی بنیاد اور ترغیب عوام کی حاکمیت اور معاشی خوشحالی ہے وہاں آپ ان تمام پارٹیوں کے منشور اٹھالیں جو اسلام کی دعوت لے کر اٹھی ہیں اور پھر رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو دیکھ لیں تو حیرت میں ڈوب جائیں۔کیا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو یہ دعوت دی گئی تھی کہ تم اسلام قبول کرلو، تمہارے تمام معاشی مسائل حل ہو جائیں گے۔اگر جمہوریت کے ذریعے مکے کا اقتدار حاصل کرنا ہوتا تو مکہ کے تمام سردار جو تین پیشکشیں لے کر آپؐ کے پاس حاضر ہوئے تھے ان میں ایک یہ بھی شامل تھی کہ ہم آپؐ کو مکے کا متفقہ سردار قبول کر لیتے ہیں۔میثاق مدینہ کی بہت بات کی جاتی ہے۔اگر وہاں الیکشن ہوتے تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی جیت جاتا۔اللہ قرآن میں بار بار اکثریت کی نفی کرتا ہے۔لیکن ہم ہیں کہ اکثریت سے دین کے نفاذ کی بات کرتے ہیں۔لوگ سوال کرتے ہیں کہ پھر راستہ کون سا ہے؟ راستہ وہی ہے جو جمہوریت کے نظام کے مقابل ہمیشہ کامیاب رہا۔انقلاب ہمیشہ ایک منظم گروہ لے کر آتا ہے۔فرانس میں انقلاب سے پہلے الیکشن کرائے گئے تھے تاکہ لوگوں کا غصہ کم ہو، لیکن عوام کی ایک محدود تعداد تھی جو سیلاب کی طرح باہر نکلی اور پھر عوام کے دل کی آواز بن گئی۔انقلاب میں کروڑوں لوگ سڑکوں پر نہیں نکلا کرتے۔چند لاکھ لوگ عوام کی آواز بن کر میدان میں کودتے ہیں۔روس، فرانس، چین اور ایران میں ایسا ہی ہوا۔

لیکن ان چند لاکھ لوگوں کو دانشوروں کی تحریریں میدان میں لے کر آتی ہیں۔روس اور چین کے انقلاب میں کارل مارکس، انقلاب فرانس میں والٹیئر اور روسو اور انقلاب ایران میں ڈاکٹر شریعتی اور علامہ اقبال کی تحریریں ایک ہجوم کو باہر لے کر آئیں۔ایسے حالات میں ایک منظم گروہ یا پارٹی ایسی موجود ہوتی ہے جو عوام کے اس ہجوم میں قیادت کے خلا کو پورا کرتی ہے۔شرط صرف یہ ہے کہ یہ گروہ یا پارٹی انقلاب پر یقین رکھتی ہو، اس کے لیے اپنے کارکنوں کو بھی تیار کرتی ہو اور کارکنوں کو انقلاب کے لیے تیار کرنے کا مواد ترتیب دیتی ہو۔اس کا تمام لٹریچر انقلابی راستے کی طرف رہنمائی کرے۔جمہوریت کی چوسنی اور الیکشن کی لوریوں سے نہ وہ پارٹی ورکر جنم لیتا ہے اور نہ لوگوں کو نظام کو بدلنے کے لئے سڑکوں پر نکلنے کا خیال ہی آسکتا ہے۔سب کے سب الیکشن کے امیدوار اور وزارتوں کے شوق میں سرگرداں ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ گزشتہ سات الیکشنوں میں بلوچستان کی وزارت خزانہ یا پلاننگ کی وزارت جمعیت علمائے اسلام کے پاس رہی، اور سرحد میں جماعت اسلامی کے پاس۔یہ وزراء ان تمام معاہدوں پر دستخط کرتے رہے جو ورلڈ بنک، آئی ایم ایف اور ایشیائی بینک کے سود والے قرضوں پر مبنی تھے۔وہ تمام شرائط اُن کی مرضی سے طے ہوتی تھیں۔سٹیٹ بینک ہر ماہ صوبائی حکومت سے سود کی مد میں لاکھوں روپے وصول کرتا ہے اور یہ سب اس نظام کا حصہ ہونے کی وجہ سے صوبائی وزیر خزانہ کو کرنا پڑتا ہے۔ایسے میں کسی کو یاد تک نہیں آتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے لیے کمر بستہ ہیں۔ایسی قیادت اور ایسی مفاہمت صرف عوام کی حاکمیت میں ہو سکتی ہے، اللہ کی حاکیت میں نہیں۔(بشکریہ روزنامہ ''دنیا'')

تنظیم اسلامی سیالکوٹ شہر کے زیر اہتمام
27 اپریل 2013ء کو انوار کلب سیالکوٹ میں
احیائے خلافت کانفرنس سے
خالد محمود عباسی
نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان
خلافت اور اُس کے خدوخال
کے موضوع پر خطاب کریں گے۔
خلافت کانفرنس کا آغاز بعد نماز مغرب ہو جائے گا
ان شاء اللہ
برائے رابطہ:
0333-8707974,0321-6171929

کیا انتخابات
پاکستان کو بحرانوں کی دلدل سے نکال سکتے ہیں
امیر تنظیم اسلامی
حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ
کا فکر انگیز خصوصی خطاب
ماہنامہ میثاق (شمارہ مئی) میں ملاحظہ کیجئے!

ضرورت رشتہ

☆ ایک سنی العقیدہ راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم بی کام (آنرز) ایم فل جاری، قد "5'2، اردو سپیکنگ کے لئے دینی مزاج کے حامل، پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔لاہور کے رہائشی رابطہ کریں۔ برائے رابطہ:0300-4233427

☆ لاہور میں رہائش پذیر شخص، عمر 36 سال، آئی ٹی انجینئر، ذاتی کاروبار کو دوسری شادی (6 سال کا بیٹا ساتھ ہے) کے لئے دینی مزاج کی حامل پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔خلع یافتہ اور مطلقہ خواتین بھی رابطہ کریں۔
برائے رابطہ:0321-3419611

☆ بورے والا کی رہائشی ارائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، قد "5'6، تعلیم ایل ایل بی، اے سی سی اے، بی کام، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ذاتی کاروبار کے لئے دینی مزاج کی حامل ہم پلہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0333-4273815
0333-6292342

☆ لاہور میں مقیم لودھی پنجابی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، قد "5'.2، ایم ایس سی اکنامکس، خوب سیرت وصورت کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار (حلال) تعلیم کم از کم بی ایس سی (ترجیحاً انجینئر) لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ:0321-9009390

ناظم حلقہ خیبر پختونخوا (جنوبی) کا دورہ کرک، لکی مروت اور ڈیرہ اسمٰعیل خان

تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا (جنوبی) کے اضلاع کرک، لکی مروت اور ڈیرہ اسماعیل خان میں دعوتی اور تنظیمی سرگرمیوں کو فروغ دینے کی غرض سے ناظم حلقہ خورشید انجم اور امیر مقامی تنظیم نوشہرہ نے ان مقامات کا چارروزہ دورہ کیا۔ پشاور سے ضلع کرک کے لئے سفر کا آغاز 2 مارچ 2013ء صبح 9 بجے شروع کیا اور تقریباً ساڑھے 12 بجے کرک شہر پہنچے، جہاں وزڈم کالج، سال دوئم کے طالب علم اور مبتدی رفیق مہاتیر محمد سے پہلے سے طے شدہ وقت کے مطابق تقریباً 35 منٹ ملاقات کی۔ اس کے بعد سفر جاری رکھا اور 3 بجے ضلع لکی مروت کے گاؤں بیگوخیل میں میزبان اور حبیب تنظیم اسلامی عابد علی مروت کے حجرہ پر پہنچے، جہاں ان کے والد اور ایک اور حبیب مطیع اللہ مروت سے دوپہر کے کھانے پر ملاقات کی۔ یہ ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ چونکہ اگلے دن 10 مارچ کو بعد از نماز فجر منفرد اسرہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کا اجتماع اسرہ تھا اس لیے لکی مروت کے ان ساتھیوں سے عارضی اجازت لے کر ڈیرہ اسمٰعیل خان کے لئے روانہ ہوئے، جہاں ہم رات کو 9 بجے پہنچے۔ مرکز تنظیم اسلامی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں قیام کیا۔ اگلے روز اتوار کی صبح اجتماع اسرہ ہوا۔ اجتماع اسرہ کے آخر میں ناظم حلقہ خورشید انجم نے رفقائے تنظیم اسلامی سے خطاب کیا۔ ناظم حلقہ نے اخلاص نیت، رضائے الٰہی، انفاق مال اور بذلِ نفس کے حوالے سے رفقاء کو ان کی دینی ذمہ داریوں کی یاددہانی کرائی۔ آخر میں تمام رفقاء نے ناشتہ کیا اور ناظم حلقہ سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ تقریباً 11 بجے نقیب اسرہ محمد عمران اشرف اور مبتدی رفیق نور خالد سمیت 4 رفقاء پر مشتمل یہ قافلہ غلام زکریا بلوچ کے گاؤں ملانہ ان کے حجرہ کر پہنچا۔ موصوف غلام سبحانی بلوچ کے بھائی ہیں، جنھوں نے تنظیم اسلامی کے لئے ڈیرہ اسمٰعیل خان شہر کے وسط میں ایک خوبصورت مسجد بنائی ہے۔ ملاقات میں ان کے صاحبزادے یاسر زکریا ایڈووکیٹ بھی موجود تھے۔ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ تقریباً 12 بجے بزرگ رفیق تنظیم ڈاکٹر فضل حمید سے ملاقات کے لئے ان کے کلینک پہنچے، جہاں انھوں نے پرتکلف ظہرانہ دیا۔ نماز عصر سے قبل تنویر بلوچ کے گھر گئے جہاں ان کو تنظیم اسلامی کی دعوت اور اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا گیا۔ بعد نماز عصر جماعۃ الدعوۃ کی ضلعی مجلس شوریٰ کے رکن جناب عبدالقادر کی دعوت پر ان کے مرکز کا دورہ کیا اور مرکز کے مسئول عتیق چوہان صاحب سے ملاقات کی۔ موصوف پشاور میں کافی وقت گزار چکے ہیں، اس لئے پرانی شناسائی تھی۔ موصوف بڑے تپاک سے ملے اور بااصرار چائے پلائی۔ نائب ناظم اعلیٰ میجر (ر) فتح محمد اور دوسرے ساتھیوں کی خیریت اور حال احوال پوچھا۔ مرکز کا وزٹ کروایا۔ نماز عصر کے بعد ابوعبدالرحمٰن صاحب کے گھر گئے اور ان سے اور ان کے والد پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی سے ملاقات کی۔ وہیں پر ان کے ایک عزیز طارق ایڈووکیٹ سے بھی ملاقات ہوئی۔ نماز عشاء سے قبل زکوڑی ٹاؤن گئے جہاں ایک پرانے حبیب قیوم صاحب سے ملاقات طے تھی۔ تاہم ان کی ناسازیٔ طبع کے باعث یہ ملاقات اگلے دن تک کے لیے ملتوی کر دی گئی۔ 4 مارچ کو رفیق تنظیم محمد اعجاز سے ملاقات کے لئے المعراج پبلک سکول پہنچے۔ تھوڑی دیر گفتگو کے بعد انہوں نے ناظم حلقہ سے درخواست کی کہ سٹاف سے خطاب کریں۔ ناظم حلقہ نے "انسان کا سب سے بڑا مسئلہ: آگ سے بچاؤ" کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ حدیث نبویؐ کی رو سے سب سے معزز پیشہ معلم کا ہے۔ انہوں نے دینی فرائض کا جامع تصور واضح کیا اور اساتذہ کو اس پر سوچنے کی دعوت دی۔ بعدازاں ناظم حلقہ کو سینئر کلاسز سے خطاب کی دعوت دی گئی۔ ناظم حلقہ نے طالب علموں کی سطح کو مدنظر رکھتے ہوئے "والدین، اساتذہ اور دین سے وفاداری" کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے والدین، اساتذہ اور دین کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے اور ہم ان کی نیک نامی یا بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے ہر عمل سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم اپنے اعمال وافعال سے والدین، اساتذہ اور دین کی نیک نامی کا سبب بن رہے ہیں یا بدنامی کا۔ سکول سے فراغت کے بعد پرانے حبیب قیوم صاحب سے ملاقات کے لئے ان کے گھر زکوڑی ٹاؤن گئے۔ موصوف 1980ء سے بانی محترم کو سنتے آ رہے ہیں، اور بانی محترم سے بالمشافہ ملاقاتیں کر چکے ہیں، لیکن بعض وجوہات کی بنا پر تنظیم کی رفاقت اختیار نہیں کر سکے۔ ناظم حلقہ نے گفتگو کرتے ہوئے ان سے کہا کہ تنظیم کا مدعا بھیڑ اکٹھا کرنا نہیں لیکن فکری طور پر سب کچھ سمجھتے ہوئے لوگ اگر اس قافلے کا حصہ نہ بنیں تو یہ بھی بدقسمتی ہوگی۔ انہوں نے شمولیت کا یقین دلایا۔ بعد از نماز عصر مقامی سکول کے سبجیکٹ سپیشلسٹ قیوم نواز سے ملاقات کی۔ موصوف مختلف دینی تحریکوں سے مایوس ہیں۔ ناظم حلقہ نے ان کی توجہ دلائی کہ دوسروں کے بارے میں شکووں اور شکایات سے ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوتی۔ اگر آپ کو دوسروں پر اعتبار نہیں، اُن کے اخلاص کے حوالے سے مطمئن نہیں تو آپ خود آگے بڑھیں اور یہ کام کریں۔ بعد نماز مغرب رفیق تنظیم محمد اعجاز ملاقات کے لئے مسجد تشریف لائے۔ بعدازاں کھانے پر اقرء روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے دو اساتذہ کرام قاری محمد اشفاق اور قاری گل محمد سے ملاقات ہوئی۔ کھانے کے بعد مسجد سے ملحق اتفاق آئرن سٹور کے پروپرائیٹر حاجی محمد ایوب سے ملاقات کے لئے ان کے سٹور پر گئے۔ موصوف ہمسائیگی کی وجہ سے مسجد کے معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں اور دینی حلقوں سے گہرا تعلق ہے۔ ناظم حلقہ نے ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو کی۔ 5 مارچ کو ابوعبدالرحمٰن سے ملاقات کی اور ان سے بیعت فارم پُر کروایا۔ بعدازاں ضلع ٹانک سے رفیق تنظیم محمد طارق اعوان ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ موصوف 1980ء کی دہائی سے بانی محترم کو سُن رہے ہیں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان اور لاہور میں کئی پروگراموں میں شرکت کر چکے ہیں۔ حال ہی میں تنظیم میں شمولیت اختیار کی ہے۔ تقریباً 4 بجے دوبارہ ضلع لکی مروت کے لئے سفر کا آغاز ہوا۔ اس سفر میں نقیب منفرد اسرہ ڈیرہ اسماعیل خان محمد عمران بھی شریک ہوئے۔ تقریباً شام 6 بجے ملک پرویز احسان کے حجرہ پر پہنچے، جہاں ان سے اور ان کے دوست شاہد مروت سے ملاقات کی اور دونوں کو تنظیم اسلامی کی دعوت اور اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد دوبارہ جناب مطیع اللہ سے اور ان کے رشتہ داروں سے ان کے حجرہ (واقع لکی مروت شہر) پر ملاقات کی۔ رات عابد علی مروت کے گاؤں بیگوخیل میں گزارنے کے بعد اگلی صبح پشاور واپسی کا سفر شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ (آمین) (مرتب: امیر مقامی تنظیم نوشہرہ)

بقیہ: توحید اور آخرت کی صداقت پر دلائل

اُس کو نہ تو انسان پی سکتا تھا اور نہ اس سے نباتات ہی اُگ سکتی تھیں۔ آگے فرمایا:

﴿اَفَرَءَیۡتُمُ النَّارَ الَّتِیۡ تُوۡرُوۡنَ (۷۱) ءَاَنۡتُمۡ اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَہَاۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡشِـُٔوۡنَ (۷۲)﴾

''بھلا دیکھو تو جو آگ تم درخت سے نکالتے ہو، کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرتے ہیں۔''

قدیم زمانے میں اہل عرب آگ جلانے کے لئے لکڑی کا استعمال کرتے تھے۔ سو اس حوالے سے فرمایا کہ یہ جو آگ تم سلگاتے ہو اس کا درخت کس نے پیدا کیا ہے؟ کیا تم اس کے پیدا کرنے والے ہو یا ہم ہی نے اس کو پیدا کیا ہے۔

﴿نَحۡنُ جَعَلۡنٰہَا تَذۡکِرَۃً وَّ مَتَاعًا لِّلۡمُقۡوِیۡنَ (۷۳)﴾

''ہم نے اسے یاد دلانے اور مسافروں کے برتنے کو بنایا ہے۔''

یہ آگ جو تم سلگاتے ہو اسے ہم نے تمہارے لئے نصیحت اور یاددہانی کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہ تمہیں بھولا ہوا سبق یاد دلاتی ہے۔ یہ اُس آگ کی یاد دلاتی ہے جس کا ایندھن گناہ گار انسان اور پتھر بننے والے ہیں۔ دیکھو تو، یہ دنیا کی آگ ہی کس قدر شدید ہے کہ تم اس میں چند سیکنڈ کے لئے بھی اپنی انگلی نہیں رکھ سکتے۔ جہنم کی آگ تو اس سے سو گنا سے بھی زیادہ شدید ہوگی، اگر تم اُس میں ڈال دیئے گئے تو پھر کیا ہوگا۔ لہٰذا اُس آگ سے بچنے کی فکر کرو اور شیطان کا راستہ چھوڑ کر رحمان کے راستے پر آ جاؤ۔ دنیا کی اس آگ میں ایک تو نصیحت کا یہ پہلو ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اس کو حاجت مندوں کے لئے سامان زیست بنایا ہے۔ آگ پر تم کچی غذائیں پکا کر کھاتے ہو۔ پھر آگ ہی ہے جو جنگل اور صحرا میں اُترے ہوئے مسافروں کے کام آتی ہے، خصوصاً جاڑے کے موسم میں۔ وہ آگ جلا کر اُس پر تاپتے ہیں اور اُس پر کھانا بھی پکاتے ہیں۔ رکوع کے آخر میں فرمایا:

﴿فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ (۷۴)﴾ ''تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرو۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ عظمت والی ہے۔ وہ ہر عیب، ہر نقص اور ہر کمزوری سے پاک ہے۔ وہ خالق ہے، باقی سب مخلوق ہے۔ وہ مالک ہے، باقی سب مملوک اور غلام ہیں۔ عزت بزرگی میں اُس کے ساتھ مخلوق کی کوئی نسبت نہیں۔ پس اُس کے مبارک نام کی تسبیح کرو۔ اُس کا بابرکت نام لے کر یہ اعلان کرو کہ وہ تمام عیوب ونقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے، جو کفر وشرک کے ہر عقیدے کا حصہ ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے زیر اہتمام

دینی و دنیاوی تعلیم کا منفرد امتزاج

شعور سکول سسٹم

(قرآن اکیڈمی)

فیصل آباد

داخلہ کے لئے فوری رابطہ کریں:

طلبہ کے لئے بورڈنگ (قیام)
اور
میس (طعام) کی بہترین سہولیات کے ساتھ

- بورڈ کی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا مکمل انتظام
- چھٹی جماعت سے تعلیم حاصل کرنے کا نادر موقع
- چھٹی جماعت میں داخلہ کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں
- ڈے سکالرز کے لیے بھی داخلے جاری ہیں

غریب اور نادار طلبہ کے لئے تعلیم اور قیام و طعام فری

خصوصیات

- تجربہ کار، اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کرام
- تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام
- اسلامی اخلاقیات کی مکمل پابندی
- دینی تعلیم و تربیت کے ساتھ میٹرک
- خوبصورت عمارت اور کلاس رومز
- بہترین اور مکمل لائبریری
- طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے کے بہترین مواقع
- رہائش کے لیے بہترین ہوادار روشن کمرے
- خوراک حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق
- طلبہ کی تدریسی ضروریات پوری کرنے میں معاونت

شرائط داخلہ

- چھٹی کلاس میں داخلہ کے لئے پرائمری (بورڈ) یا مساوی امتحان کا پاس ہونا لازمی ہے
- داخلہ فارم کے لئے انٹری ٹیسٹ اور انٹرویو پاس کرنا لازمی ہے۔
- سابقہ مدرسہ سے تصدیق نامہ (سرٹیفکیٹ)
- ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی

برائے رابطہ
پرنسپل شعور سکول سسٹم
P-45 قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2، قرآن اکیڈمی روڈ فیصل آباد
041-8520869, 0300-4989505

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان (حلقہ پنجاب جنوبی) کے رفیق محمد نسیم مغل کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے معتمد مرزا قمر رئیس بیگ کے ماموں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔

☆ منفرد مبتدی رفیق حلقہ سکھر میجر (ر) محمد طاہر میراں کے بڑے بھائی انتقال کر گئے۔

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے رفیق پروفیسر محمد فہیم احمد خان کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے منفرد رفیق امانت علی کے ماموں اور عارف والا کے ملتزم رفیق حاجی محمد سعید چوہدری کے بڑے بھائی اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!
رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین سے بھی مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

بقیہ: اور یقین فتح یاب!

لاکھوں اسلامیان بنگلہ دیش نے سیکولر طبقے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ پورے عالم اسلام پر نظام ہائے تعلیم و حکومت کے ذریعے، سامراجی قوتوں نے پچھلی صدی کے وسط سے اپنے جو غلام مسلم عوام پر مسلط کرنے شروع کیے تھے اب ان سے چھٹکارے کی لہر چل چکی ہے۔ 'اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد' کے اس دور سے نکل کر اب اسلام کو بھی آزاد کروانے کے لیے دنیا بھر میں جو تحریکیں سر اٹھا چکیں انہیں روکنا ممکن نہیں۔ یہاں بھی سیکولرازم منڈھے جانے سے جو ردعمل پیدا ہوگا اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ مسلم نوجوان بحیثیت امت بیدار ہو چکے۔ شام، یمن، صومالیہ، مالی کو دیکھ لیجیے۔ غلامی کی زنجیریں فکری اور جغرافیائی سطح پر ٹوٹ رہی ہیں۔ اللہ ہمارے نوجوانوں کو خودشناسی، خودنگری اور حریت فکر کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین

عشق سراپا یقیں اور یقیں فتح یاب!

THE ONLY SOLUTION TO PAKISTAN'S MULTI-FACETED CRISES:

HONEST ENFORCEMENT OF THE ISLAMIC SYSTEM

ELECTIONS CAN NEVER RESOLVE THE PROBLEMS OF OUR COUNTRY

"The only solution to Pakistan's multi-faceted crises is an honest enforcement of the Islamic System. Without Islam, even the most free and fair elections cannot resolve the problems of our country." This was stated by Ameer of Tanzeem-e-Islami, Hafiz Akif Saeed, during a debate entitled "Are elections the solution to crises in Pakistan?" held at Quran Auditorium Lahore. Addressing the gathering, he noted that the ebbs and flows of Muslim nations were never the same as other nations of the world. He said that this was particularly true in the case of Pakistan, which had Islam at the heart of its conception. He said that after independence, the Muslims of Pakistan had ironically departed from the Islamic Ideology and the Two-Nation Theory, which were not only the bases for the creation of our country, but also the gel that bonded various ethnic and linguistic groupings into a single nation. As a consequence our 'nation' had dissolved into various cliques on ethnic and linguistic bases. He mentioned this as a primary reason for failing to reach national consensus on issues like building the Kalabagh Dam despite the looming crises of agriculture and power in Pakistan. He said that while India was continuously depriving Pakistan of its water resources, the lack of unity in our ranks had prevented us from pleading our case at any significant bilateral or international forum. He said that a vast majority of our population had time and again been seduced by the vain vows of prosperity made by the secular political parties of Pakistan. He advised the electorate to astutely examine the role of these secular political parties in bringing Pakistan to the brink of catastrophe before voting for them in the upcoming elections.

Addressing the religious parties of Pakistan, the Ameer said that 65 years of futile struggle had proven beyond doubt that in the presence of clan and feudal systems in Pakistan, elections would not make any difference. "Even the majority government of MMA in Khyber Pakhtunkhwa during the reign of President Musharaf could not bring any trace of Islamic System in that province let alone the country as a whole", he said. He called upon the leadership of all religious parties to quit flogging a dead horse and opt out of the electoral process.

Citing the unique circumstances of Pakistan, he ruled out the option of an armed struggle against the status quo to enforce Shariah. He said that although some Schools of Islamic Thought permitted an armed rebellion against the ruling elite, stringent conditions had been set for such actions, which seemed impossible to meet given the current circumstances in Pakistan. He added that it appeared virtually impossible for unarmed civilians to successfully revolt against an establishment that included a fully equipped army and air force, an organized police force and other state security apparatus.

The Ameer said that the world had witnessed unarmed revolutions in countries like Iran and Venezuela in the not too distant past. He added that a well-organized party, whose members had enforced the Shariah on themselves and their family, could protest peacefully and affect a positive change in the country. He said that while members of that party would never spill the blood of innocent civilians, they would need to prepare themselves for all kinds of self-sacrifice. He cited the example of the successful Lawyers Movement of 2007, which

after peaceful protest for more than three years, had been able to restore the top judiciary in the country. He said that discipline in the ranks of such movements was pivotal to the successful pursuit of their goal. He warned religious leaders of Pakistan about the catastrophic consequences of bringing the masses into streets without adequate homework.

Earlier the moderator of the debate, Mr. Ayub Baig Mirza, gave a presentation about the political, economic, social and moral crises being faced by Pakistan today.

[*Report by: M. Raza-ul-Haq*]

Dedicated to the Mirs and Amirs of our nation

TRAITOR

A nation can survive its fools, and even the ambitious. But it cannot survive treason from within. An enemy at the gates is less formidable, for he is known and carries his banner openly. But the traitor moves amongst those within the gate freely, his sly whispers rustling through all the alleys, heard in the very halls of government itself. For the traitor appears not a traitor; he speaks in accents familiar to his victims, and he wears their face and their arguments, he appeals to the baseness that lies deep in the hearts of all men. He rots the soul of a nation, he works secretly and unknown in the night to undermine the pillars of the city, he infects the body politic so that it can no longer resist. A murderer is less to fear. The traitor is the plague.

Marcus Tullius Cicero **(106 BC-43 BC)**

(Ancient Roman Lawyer, Writer, Scholar, Orator and Statesman)

BROADCASTERS WORRY ABOUT ZERO TV HOMES

While the television craze goes unabated in the Muslim world, it is a different story in the country where it started. As this report shows today there are five million homes in the US with no television.

LOS ANGELES (AP): Some people have had it with TV. They've had enough of the 100-plus channel universe. They don't like timing their lives around network show schedules. They're tired of $100-plus monthly bills. **A growing number of them have stopped paying for cable and satellite TV service, and don't even use an antenna to get free signals over the air.** Last month, the Nielsen Co. started labeling people in this group Zero TV households, because they fall outside the traditional definition of a TV home. There are 5 million of these residences in the U.S., up from 2 million in 2007.

While this report only talks about people who have given up on television sets, there are many others that have given up on television. There is an annual screen-free week observed in the US and according to the organizers millions participate in it. It will be from April 29 to May 5 this year (2013).

Isn t it time for the campaign for television-free homes in the Muslim world?

[*Received through an email from Khalid Baig*]